لمعات الحسین ع

حضرت سید الشہداء ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام
کے بعض کلمات ومواعظ اور خطبات

تالیف

حضرت علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی
قدس اللہ نفسہ الزکیہ

ترجمہ: سید سبط حیدر زیدی

هوالعزیز

لمعات الحسین

حضرت سید الشہداء ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام
کے بعض کلمات و مواعظ اور خطبات

تالیف
علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی
قدس اللہ نفسہ الزکیہ

ترجمہ
سید سبط حیدر زیدی

نام : لمعات الحسین (حضرت سیدالشہداء ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کے بعض کلمات و مواعظ اور خطبات)
تالیف: علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی قدس اللہ نفسہ الزکیہ
ترجمہ : سید سبط حیدر زیدی
ناشر : شریعت کدہ
مطبع: امپریشنس میرٹھ یوپی
سال طبع: ۱۴۳۷ھ مطابق بہ ۲۰۱۶ء
تعداد: ایک ہزار۔ قیمت ۷۲ روپیے

sibtezaidi@yahoo.com

0098-9359750753

ملنے کے پتے

- قائم بک ڈپو، مین بازار نوگانواں سادات ضلع جے پی نگر امروہہ، یوپی
- عباس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ،
- تنظیم المکاتب، لکھنؤ، یوپی
- حیدری کتب خانہ، بمبئی
- شریعت کدہ (منزل سید سبط حیدر زیدی) محلّہ کھڑاڑہ قصبہ شیر کوٹ ضلع بجنور، یوپی

فہرست

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کا زندگینامہ

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی ۱۳۴۵ ہجری میں شہر طہران میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مرحوم آیت اللہ جناب محمد صادق کہ جو آیت اللہ میرزا محمد تقی شیرازی کے شاگرد اور مرحوم آیت اللہ سید عبدالہادی شیرازی کے ہم مباحث تھے، آپ ایک بابصیرت و غیور انسان اور محافظ شؤون اسلامی و سنت نبوی تھے اور حاکم وقت، رضا شاہ پہلوی کے مقابل، مجاہد و متدین تھے اور تہران کے مشہور اور باوقار شخصیتوں میں سے شمار کیے جاتے تھے۔

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی نے اس عظیم والد گرامی کی زیر سرپرستی، ابتدائی تعلیم حاصل کی اور سطوح عالیہ کو مکینک کے سبجیکٹ میں اتمام تک پہنچایا۔

اپنی تعلیم کو تمام کرنے کے بعد اگرچہ بیرونی ممالک سے ادامہ تعلیم اور خصوصی سبجیکٹ کے لیے بہت زیادہ پیش کش موجودی تھیں لیکن پھر بھی آپ نے ادامہ تحصیل کے لیے ثقل اکبر الہی کی مدد سے علوم توحیدی و قرآنی کو انتخاب کیا، علوم دینی کی راہ پر گامزن ہوگئے اور مرحوم آیت اللہ میرزا محمد طہرانی صاحب مستدرک البحار کہ جو اس وقت کے بہت عظیم القدر عالم دین اور آپ کے والد کے ماموں بھی تھے، کے دست مبارک سے مشہد مقدس میں لباس روحانیت و علم و تقوی سے ملبس ہوئے اور ۱۳۶۴ ہجری میں شہر قم تشریف لائے اور مدرسہ مرحوم آیت اللہ حجت میں تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے لطف و عنایات سے علامہ طباطبائی سے آشنائی ہوئی اور ان دونوں کے درمیان محبت و الفت کے باب کھل گئے۔ حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی نے اپنا ظاہر و باطن عقل و قلب کے ساتھ اس علم و حکمت اور تفسیر کے عظیم عالم کے سپرد کردیا اور ان کے خصوصی شاگردوں میں سے شمار ہونے لگے۔ آپ اپنی کتاب "مہر تابان" کہ جو علامہ طباطبائی کے زندگینامہ میں لکھی ہے اس طرح تحریر فرماتے ہیں: "حقیقت یہ ہے کہ اگر ہماری اس طرح کے مرد سے ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو ہم دنیا و آخرت میں گھاٹا اٹھانے والے اور ہمارے ہاتھ ہر چیز سے خالی ہوتے"۔

آپ شہر قم میں سات سال مقیم رہے، دین فہمی میں کمر ہمت باندھی اور سطوح کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مختلف باصلاحیت و ہوشیار اساتید جیسے مرحوم آیت اللہ جنات سید رضا بہاء الدینی ، مرحوم جناب شیخ عبدالجواد سدہی، مرحوم آیہ اللہ جناب شیخ مرتضی حائری، مرحوم آیہ اللہ سید محمد حجت، مرحوم آیہ اللہ سید محمد داماد و مرحوم آیہ اللہ العظمی حاج آقا حسین بروجردی وغیرہ سے شایان شان استفادہ کیا۔

۱۳۷۰ ہجری میں علامہ طباطبائی اور شہید شیخ محمد صدوقی یزدی کی سفارش سے مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نورانی دیار کی جانب عازم سفر ہوئے۔

مرحوم علامہ طباطبائی نے آپ کو ایک خط تحریر فرمایا جس میں لکھا: اگر مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے آستانہ مبارک کہ جس پر ملائک کی پاسانی اور رحمت الہی کا نزول ہے اس ملکوتی عتبہ سے استفادہ مقصود نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کو ہجرت کی اجازت نہ دیتا۔

آپ نجف اشرف میں مرحوم آیت اللہ جناب شیخ حسین حلی کے محضر مبارک میں مشرف ہوئے اور علم فقہ و اصول سے آراستہ ہوئے۔ اور حضرت آیت اللہ جناب ابوالقاسم خوئی اور آیت اللہ جناب سید محمود شاہرودی و آیت اللہ جناب آقا بزرگ تہرانی کے دروس میں بھی شرکت فرمائی، اور ان کے ہوشیار و ہونہار شاگردوں میں سے شمار ہونے لگے۔

تطہیر قلب و صفاء سر و باطن میں جناب علامہ طباطبائی کی فرمائش کے مطابق مرحوم آیت اللہ جناب شیخ عباس قوچانی سے کہ جو مرحوم آیت اللہ جناب میرزا علی آقا قاضی قدس سرہ کے سیر وسلوک میں وصی تھے، مرتبط ہوگئے۔ مرحوم آیت اللہ جناب سید جمال الدین گلپائگانی سے محبت و مراودت بھی مسیر عرفانی میں استقامت و تقویت کا سبب بنی۔ آپ نجف اشرف میں اقامت کے دوران ہمیشہ ہر شب جمعہ مسجد سہلہ میں بیتوتہ فرماتے تھے۔ آخرکار مسلسل کوششیں اور مجاہدت وریاضت ثمرآور ثابت ہوئیں اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے آپ کو مرحوم جناب ہاشم حداد موسوی رضوان اللہ تعالی علیہ سے متصل فرمادیا۔ آپ اپنی کتاب "روح مجرد" کہ جس میں مرحوم حداد کا زندگینامہ درج ہے تحریر فرماتے ہیں: "اے نور مطلق، اے روح مجرد، اے حداد، آپ علم کے سمندر تھے کہ جس کی موجیں توحید و معرفت تھیں اور جس کا پانی شہود و بصیرت و یقین۔۔۔۔" آپ کی زندگی میں مرحوم حداد سے اتصال سے ایک نئی فصل وجود میں آئی۔ تمام گذشتہ زحمتیں اور سیر و سلوکی مراقبتیں ثمرآور ہوئیں آپ کی روح مبارک میں حقیقت توحید جلوہ گر ہونی شروع ہوئی۔

۱۳۷۷ ہجری میں تحصیلات کے اتمام اور علوم عقلی و نقلی اور معارف الہی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اداء تکلیف واقامہ دین کی خاطر شہر طہران مراجعت فرمائی اور طہران کے سعدی روڈ پر واقع مسجد قائم

میں کہ جو آپ کے والد گرامی کی مسجد تھی احیاء دین و لائق نفوس کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ مرحوم حداد کے دستور کے مطابق مرحوم آیت اللہ جناب شیخ جواد انصاری ہمدانی سے مودت و ارادت کا رابطہ قائم کیا۔آپ نے اپنی کتاب "روح مجرد" میں مرحوم انصاری کی اس طرح توصیف کی ہے : " الحق آپ آیات الٰہیہ میں سے ایک عظیم آیت تھے۔۔۔" حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کی حاکمیت دین کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں تدابیر و زحمات اور معارف الٰہیہ کے احیاء و شرع مبین کے اساسی و بنیادی محوروں کو ثابت کرنے میں کوششیں جیسے حکومت اسلامی کا ڈھانچہ، ولایت فقیہ، نماز جمعہ، قومی استقامت کی پشت پناہی، اسلامی لباس کے نمونے، حجاب، ازدواج، تاریخ، کلینڈر و تقویم،اوقات، تعلیم ، سماج میں لوگوں کے ساتھ رفت وآمد وغیرہ تمام باخبر اور آگاہ لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔آپ اس مسیر میں حضرات آیات : جناب صدرالدین جزائری، جناب شیخ محمد باقر آشتیانی، جناب شیخ محمد تقی جعفری، جناب شیخ جواد فومنی، جناب سید رضی شیرازی، جناب شیخ محی الدین انواری، جناب شیخ بہاء الدین محلاتی، جناب شیخ محمد علی سبط اور جناب شیخ مرتضی مطہری کے ساتھ شریک کار رہے۔ آپ کا رہبر فقید انقلاب حضرت آیت اللہ امام خمینی کو جمہوری اسلامی ایران کی حکومت تشکیل دینے میں قانون اساسی کے ابتدائی تحریروں پر تنقیدی خط اس طرح کے بہت سے حقائق کا بیان گر ہے۔

۲۴سال طہران میں الہی کوششوں کے بعد ۱۴۰۰ہجری میں حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے آستانہ مبارک پر مشرف اور فیاض آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے محضر انور میں مقیم ہوئے۔ مشہد مقدس میں ۱۶ سال کی اقامت کے دوران، علوم و معارف اسلام کا نصاب ۱۹ عناوین کی صورت میں ۵۲ جلدی کہ جو بیس ہزار صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے تالیف فرمایا اور طلاب دینی کی تربیت اور ان کو علم و عمل سے مزین کرنے کا اہتمام کیا۔ مرحوم آیت اللہ سید احمد خوانساری آپ کو "فخر عالم اسلام" کے نام سے یاد فرماتے تھے اور علامہ طباطبائی آپ کو "مکتب تشیع کے محافظ" کے نام سے اور مرحوم حداد نے "سید الطائفتین" کے نام سے ملقب فرمایا۔ آخر کار وہ دل کہ جو توحید و ولایت اور معارف حقہ علوی کی سربلندی کے لیے ایک طویل مدت سے دھڑک رہا تھا، ۹/ صفر المظفر ۱۴۱۶ہجری میں حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں خاموش ہو گیا اور آپ کے نفس قدسی نے ندائے ارجعی کو لبیک کہہ دیا اور بادہ "**سقیهم ربهم شرابا طهورا**" سے سرمست ریاض قدس کی طرف پرواز کی اور آپ کا پیکر مطہر آپ کے مولا کے جوار میں حرم مطہر رضوی کے صحن انقلاب مشرقی جنوبی حصہ میں دفن کر دیا گیا۔

آپ کی تالیفات پر ایک نظر

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کی تالیفات کو علوم ومعارف کے سلسلے میں ایک عظیم نصاب کے طور پر یاد کیا جاتا ہے کہ جس کو سات حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا۔ اللہ شناسی: یہ متعدد جلدوں پر مشتمل معارف اور توحید میں ایک دورہ ہے۔

۲۔ امام شناسی: تقریبا اٹھارہ جلدوں پر مشتمل، حجت الہی ومسئلہ امامت کے متعلق عظیم مباحث ہیں۔

۳۔ معاد شناسی: دس جلدوں پر مشتمل، انسانی اعمال کا نتیجہ موت، برزخ اور قیامت کے متعلق عظیم مباحث ہیں۔

۴۔ اخلاق و حکمت و عرفان میں چند رسالے ہیں:

- ✓ رسالہ سیر وسلوک منسوب بہ بحر العلوم
- ✓ رسالہ لب اللباب در سیر وسلوک اولی الالباب
- ✓ توحید علمی و عینی
- ✓ مہر تابان
- ✓ روح مجرد

۵۔ تفسیری مباحث میں چند رسالہ ہیں:

- ✓ رسالہ بدیعہ
- ✓ ترجمہ رسالہ بدیعہ
- ✓ رسالہ نوین

۶- علمی و فقہی ابحاث میں چند رسالے ہیں:

- ✓ رسالہ حول مسئلہ رویت ہلال
- ✓ وظیفہ فرد مسلمان در احیاء حکومت اسلام
- ✓ ولایت وفقیہ در حکومت اسلام
- ✓ نور ملکوت قرآن
- ✓ نگرشی بر مقالہ بسط و قبض تئورک شریعت دکتر عبدالکریم سروش
- ✓ رسالہ نکاحیہ، کاہش جمعیت ، ضربہ سہمگین بر پیکر مسلمین
- ✓ نامہ پیش نویس قانون اساسی

۷- تاریخ مباحث میں بھی چند رسالہ ہیں:

- ✓ لمعات الحسین
- ✓ ہدیہ غدیریہ، دو نامہ سیاہ و سپید۔

حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کے سیر وسلوک میں شاگرد رشید الحاج جناب عباس لطفی پور نے آپ کے وصیت کے مطابق آپ

کی تالیفات کے احیاء کا بیڑا اٹھایا اور آپ کی تمام تالیفات کو چھپوانے کے بعد اب ان کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے کا ہدف سامنے ہے کہ جن میں عربی اور انگلش میں ترجمہ ہو کر طبع ہو چکی ہیں اور اب اردو ، فرینچ، جرمن،ترکی وغیرہ میں ترجمہ ہو رہا ہے کہ جن میں سے اردو زبان میں ترجمہ حقیر کے حوالے کیا گیا ہے ، بندہ ناچیز کی کوشش ہے کہ ترجمہ میں مطالب کو کماحقہ پیش کیا جاسکے تاکہ مولف محترم کے حقیقی نظریات قارئین تک پہنچ جائیں نیز یہ بھی کوشش رہے گی کہ خود ہی تمام ترجمہ کو انجام دوں لیکن اگر عدیم الفرصت دامن گیر ہو گئ تو کسی اور کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کامل دورہ، حضرت علامہ آیت اللہ محمد حسین حسینی طہرانی کی آرزو کے مطابق سبھی اہل فکر و نظر اور ارباب تحقیق کے لیے مفید ثابت ہو اور تمام ہی معاونین کہ جنہوں نے ان آثار کی نشر و اشاعت اور دیگر امور میں تعاون کیا ہے خداوند عالم اجر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام

سید سبط حیدر زیدی

مشہد الرضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء

۱۵/ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ

مقدمہ

بِسْـمِ اللَهِ الـرَّحْمَنِ الـرَّحیم

وَالحَمدُ للَّهِ رَبِّ العالمین

وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّه إلاّ بِاللَهِ الْعَلیِّ الْعَظیم

درود و سلام بے پایان ہو روح مطہر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کے وصی والاصفات علی مرتضی اور آپ کی گیارہ فرزند اطہار پر؛ خصوصا ولی دائرہ امکان امام زمان محمد بن الحسن قائم آل محمد کہ جو اس عالم ہستی کے قافلے کی عشق و جذبات کے ساتھ عالم اطلاق و توحید حضرت حق جل وعلا کی جانب رہبری فرمارہے ہیں۔

وَ جَعَلْنَاهُمْ أئمَّةً یَهْدُونَ بِأمْرِنَا وَ أوْحَیْنَآ إلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ إقَامَ الصَّلَو'ةِ وَ إیتَآءَ الزَّکَو'ةِ وَ کَانُوا لَنا عَـابِدِینَ.[۱]

---

[۱]- سورہ انبیاء (۲۱) آیۂ ۷۳۔

حضرت امام حسن مجتبی اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہما السلام کی امامت کے دوارن کا زمانہ بنی امیہ کی حکومت کے غلبہ و سختیوں کے اعتبار سے سخت ترین اور تاریک ترین دور تھا، کہ جس میں جہل و ریاء، جھوٹ و دھوکا، تدلیس و تلبیس اپنے انتہائی وآخری مقام تک پہنچ چکے تھے، جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے معروف خطبہ سے واضح ہے کہ جو آپ نے اپنی عمر کے آخری ایام میں ارشاد فرمایا:

وَ اعْلَمُوا رَحِمَكُمُ اللَّهُ! أَنَّكُمْ فِي زَمَانٍ الْقَآئِلُ فِيهِ بِالْحَقِّ قَلِيلٌ، وَاللِسَانُ عَنِ الصِّدْقِ كَلِيلٌ، واللَازِمُ لِلْحَقِّ ذَلِيلٌ. أَهْلُهُ مُعْتَكِفُونَ عَلَى الْعِصْيَانِ، مُصْطَلِحُونَ عَلَى الإِدْهَانِ. فَتَاهُمْ عَارِمٌ، وَ شَآئِبُهُمْ ءَاثِمٌ؛ وَ عَالِمُهُمْ مُنَافِقٌ، وَ قَارِئُهُمْ مُمَاذِقٌ؛ لَايُعَظِّمُ صَغِيرُهُمْ كَبِيرَهُمْ، وَ لَا يَعُولُ غَنِيُّهُمْ فَقِيرَهُمْ.[۲]

"اور جان لو کہ —خداوند عالم آپ پر رحمت کرے- آپ لوگ ایسے زمانے میں زندگی بسر کررہے ہو کہ جس میں حق بولنے والے بہت کم ہیں، اور زبان؛ سچ اور حقیقت بولنے سے خستہ، نارسا اور ناگویا ہے۔

[۲]- نہج البلاغۃ، خطبہ ۲۳۱؛ شرح عبدہ، طبع مصر: ج ۱، ص ۴۶۲

جو شخص حق کی ملازمت کرتا ہے ذلیل وخوار ہے۔ اس زمانے کے لوگ دنیاپرست ہوگئے ہیں اور گناہوں کے شبستانوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہیں؛اور سستی وکاہلی سے دوستی وسازش کر بیٹھے ہیں۔

اس زمانے کے جوان بداخلاق، اوراس کے بزرگ گنہگار، اور اس کے علماء منافق، اور اس کے قاری قرآن غش وآلودہ ہیں۔

چھوٹے، بڑوں کا احترام نہیں کرتے، اور مالدار و اغنیاء فقیروں کے امور کی دیکھ بھال و کفالت نہیں کرتے "۔

ان دوبزرگوار اماموں کی حیات طیبہ میں صرف مدت امامت ہر ایک کی دس دس سال کے قریب رہی ہے کہ جس میں طبیعتا ہر ایک سے ہزاروں روایات و احادیث و خطبات اور مواعظ و تفسیر قرآن وغیرہ پہنچنی چاہیے تھیں؛ لیکن فقہ میں ایک یا دو حدیث اور تفسیر میں چند احادیث سے زیادہ نہیں ملتی ہیں، اور خطبات و موعظے اور ان کے کلمات بھی انتہائی اختصار و قلّت کے ساتھ موجود ہیں۔

جب کہ حدیث کے بازاری افراد جیسے ابوھریرہ وغیرہ سے ہزاروں گھڑی ہوئی اور جھوٹی روایات کہ جن میں سیاست وقت کے مطابق داستانیں ہیں تاریخ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔

واضح ہے کہ اس تاریکی وابہام و سختیوں کے باوجود یا ان بزرگواروں کی جانب بہت کم لوگ مراجعہ کرتے تھے اور ان دریائے بے کراں وعلوم

کے ٹھاٹے مارتے سمندر سے بہت کم استفادہ کرتے رہے ہوں گے۔ یا پھران حضرات سے مروی روایات، راویوں کی دہشت و وحشت اور اضطراب کی وجہ سے محو اور زوال کی نظر ہوچکی ہیں۔ اور آخرکار دوسرے طبقات اور دیگر افراد تک منتقل نہیں ہوئی ہیں۔

حضرت سید الشھداء امام حسین علیہ السلام سے بہت کم خطبات اور موعظے ہم تک پہنچے ہیں کہ جو آزادی و استقلال اور ایمان و ایقان کے درس کے معلم ہیں؛ جب کہ معلوم ہے کہ یہ مصدر ولایت سے ترشح ہوئے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

وَ إِنَّا لَامَرَاءُ الْكَلَامِ، وَ فِينَا تَنَشَّبَتْ عُرُوقُهُ، وَ عَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُونُهُ.[۳]

"اور بیشک ہم کلام کے امیر و خلاق ہیں اور سخنگوئی کی بنیاد، اور ہمارے ہی ذریعہ سے کلام کو رشد و ترقی اور اس کی شاخوں کو بلندی نصیب ہوئی اور وہ ہمارے ہی گھر میں آویزاں ہیں"۔

لہٰذا وہی کلام کی اصل و فرع کے مالک ہیں کہ جو حقائق و معانی کے اصول و فروع کے نمائندے ہیں۔

---

[۳]۔ نہج البلاغۃ، خطبہ ۲۳۱؛ شرح عبدہ، طبع مصر: ج ۱، ص ۴۶۱

کیا ہی اچھا ہے کہ حضرت کی فرمائشات کہ جو ایک دنیا عزت و شرف، سربلندی و استقلال، ایمان و ایقان، صبر و ثبات اور فتوت و جوانمردی کی حامل ہیں، اعلانات و پوسٹروں کے اوپر؛ ان کلمات کو شیرین وجذاب ترجمہ کے ساتھ لکھ کر جناب محتشم صاحب کے اشعار کی طرح مجالس عزا اور امامبارگاہوں و دینی مراکز میں لگائے جائیں، تاکہ ان مجالس میں شرکت کرنے والے افراد؛ خطباء و ذاکرین کے کلام و تقاریر سے سمعی استفادہ کرتے ہوئے مطالعہ وبصری استفادہ بھی کرسکیں، اور پھر ان خوبصورت کلمات کو حفظ کرکے اپنی زندگی کے لیے سر مشق و نمونہ عمل قرار دیں۔

یہ مسودہ کہ جو محترم قارئین کے ہاتھوں میں ہے، حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے بعض کلمات پر مشتمل ہے کہ جو اس حقیر نے منابع ومدارک کے ذکر کے ساتھ ساتھ معتبر کتب سے نقل کیے ہیں؛ اور صرف ان کے ترجمہ پر اکتفاء کی گئی ہے، اور تفصیل و شرح سے پرہیز کیا گیا ہے؛ تاکہ اختصار کے ذریعہ اس قابل ہو جائیں کہ اعلانات و پردوں اور پوسٹروں پر نصب کیے جاسکیں۔ اور مجالس و محافل اور لوگوں کے آنے جانے کے مقامات پر لگائے جاسکیں، اور کاملا سادے اور عوام الناس اور برادران دینی کے استفادہ کے قابل قرار پائیں۔

طلاب علوم دینی اور مذہبی اسٹوڈینٹس سے توقع ہے کہ عین کلمات و خطبات کو حفظ کریں تاکہ اپنی تقاریر و خطبات میں لوگوں کے ذہنوں کو ان

خوشبودار کلیوں سے مہکا سکیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے انوار ساطع کے پرفروغ چراغوں سے منور کر سکیں؛ اور یہ بابرکت میراث کہ جو علماء کی روشنائی اور شہداء کے خون کے ذریعہ بزرگوں سے ہم تک پہنچی ہے آئندہ کی نسل تک منتقل کریں۔ شَکَّرَ اللهُ مَساعیَهُمُ الجَمیلةَ و زادَهم إیمانًا و تقوی و عِلمًا و عملا.

و السّلامُ علَینا و علَیهم و علَی عبادِاللهِ الصّالحین و رحمةُ الله و برکاتُه.

سیّد محمّد حسین حسینی طہرانی

اذان ظہر روز عاشوراء ۱۴۰۲ ہجریّ قمریّ

مشہد مقدّس رضوی علیہ السّلام

ھوالعزیز

لمعات الحسین

حضرت سید الشہداء ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام
کے بعض کلمات و مواعظ اور خطبات

تالیف
حضرت علامہ آیت اللہ سید محمد حسین حسینی طہرانی
قدس اللہ نفسہ الزکیہ

ترجمہ
سید سبط حیدر زیدی

أعوذُ بِاللَهِ مِنَ الشَّیْطانِ الرَّجیم

بِسْــمِ اللَهِ الــرَّحْمَنِ الــرَّحیم

وَ صَلَّی اللَهُ عَلَی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّیِّبینَ الطّاهِرینَ

وَلَعْنَه اللَهِ عَلَی أعْدآئِهِمْ أجْمَعینَ مِنَ الآنَ إلَی قِیامِ یَوْمِ الدّینِ

وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّه إلاّ بِاللَهِ الْعَلیِّ الْعَظیم

معرفت خدااور امام کے متعلق حضرت سید الشہداء کا خطبہ

حضرت سید الشہداء اباعبداللہ الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کی فرمائشات میں سے یہ ہے کہ ایک روز حضرت نے اپنے اصحاب سے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَهَ مَا خَلَقَ خَلْقَ اللَهِ إِلَّا لِيَعْرِفُوهُ؛ فَإِذَا عَرَفُوهُ عَبَدُوهُ، وَاسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهِ عَنْ عِبَادَه مَا سِواهُ.

فَقَالَ رَجُلٌ: يَابْنَ رَسُولِ اللَهِ! مَا مَعْرِفَةُ اللَهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ فَقَالَ: مَعْرِفَةُ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ، إِمَامَهُ الَّذِى يَجِبُ عَلَيْهِمْ طَاعَتُهُ-[۴]

" اے لوگو! بیشک خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو پیدا نہیں کیا مگر صرف اس لیے کہ وہ اس کی معرفت و پہچان حاصل کریں۔

پس جس وقت اس کو پہچان لیں، اس کی مقام بندگی و عبودیت میں آئیں؛ اور اس کی بندگی و عبادت کے ذریعہ اس کے علاوہ ہر ایک کی بندگی و عبادت سے مستغنی و بے نیاز ہو جائیں گے۔

اس مقام پر ایک شخص نے کہا: اے فرزند رسول خدا! خداوند عالم کی معرفت کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: ہر زمانے کے لوگ اپنے اپنے زمانے کے امام کی کہ جس کی اطاعت و پیروی واجب ہے، معرفت و شناخت حاصل کریں"۔

---

[۴] - حضرت کا یہ خطبہ «ملحقات إحقاق الحقّ»، ج۱۱، ص ۵۹۴ میں اور علّامہ شہیر ابن حسنویہ کی کتاب «دُرّ بحرِ المناقب» ص ۱۲۸ میں مذکور ہے کہ مخطوط نے حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت امام حسین بن علیّ علیہما السّلام اس خطبہ کو ارشاد فرمانے کے لیے اپنے اصحاب کے درمیان تشریف لائے اور اس طرح ارشاد فرمایا.

اپنے قیام اور لوگوں کی اصلاح کے متعلق حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا خطبہ

اور اس خطبہ کے آخر میں کہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ظالم و جابر حاکموں کے متعلق ارشاد فرمایا، اور مظلوم کی محرومیت اور حق سے جدائی کے بارے میں مفصل گفتگو فرمائی اور اس کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

مَجَارِی الامُورِ وَالاحْکَامِ عَلَی أَیْدِی الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ، الامَنَاءِ عَلَی حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ؛ اس طرح فرماتے ہیں کہ:اللَّهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ یَکُنْ مَا کَانَ مِنَّا تَنَافُسًا فِی سُلْطَانٍ، وَلَا الْتِمَاسًا مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ؛ وَلَکِنْ لِنَرَی الْمَعَالِمَ مِنْ دِینِکَ، وَنُظْهِرَ الإِصْلَاحَ فِی بِلَادِکَ، وَیَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِکَ، وَیُعْمَلَ بِفَرَآئِضِکَ وَسُنَنِکَ وَأَحْکَامِکَ.فَإِنْ لَمْ تَنْصُرُونَا[5] و تُنْصِفُونَا

---

[5] -کتاب لمعات الحسین کی طبع اول میں کہ جو حقیر کے خطی نسخہ ہی کو طبع کیا گیا تھا میرے پاس کتاب "تحف العقول" کے منفرد نسخہ کے مطابق کہ جو مکتبہ صدوق سے دانشمند محترم جناب حاج علی اکبر غفاری امد اللہ فی عمرہ الشریف کی تصحیح کے مطابق طبع ہوئی تھی۔ یہ کلمات "فانکم تنصرونا" تحریر تھے اور ہم نے بھی اسی طرح نقل کر دیے اور ترجمہ کر دیا تھا، لیکن جیسا کہ واضح ہے کہ معانی سلیس نہیں ہیں، تعقید معنوی پائی جاتی ہے اور حذف کو مقدر ماننے کی ضرورت ہے تاکہ صحیح معانی حاصل ہو سکیں۔ لہٰذا ہم نے اس کتاب کے بعد دوسرے چند خطی نسخے مراجعہ کیے تو وہاں پر بھی یہی عبارت

قَوِیَ الظَّلَمَة عَلَیْكُمْ، وَعَمِلُوا فِی إِطْفَآءِ نُورِ نَبِیِّكُمْ؛ وَحَسْبُنَا اللهُ، وَعَلَیْهِ تَوكَّلْنَا، وَإِلَیْهِ أَنَبْنَا، وَإِلَیْهِ الْمَصِیرُ.[۶]

"فانکم تنصرونا" تھی۔ اور دوسری طرف چونکہ جناب مصحح محترم حقیر کے ساتھ دیرینہ دوستی وآشنائی رکھتے تھے اور میں ہمیشہ مصادر کے مراجعہ ودقت تصحیح میں ان کا مددگار رہا تو اس مشکل کے حل اور مطلب کی توضیح کے لیے ان ہی سے مراجعہ کیا۔

تو انہوں نے بھی جواب میں یہی فرمایا: ہم نے کتاب تحف العقول کی طبع میں متعدد خطی نسخوں کی طرف مراجعہ کیا ہے ان تمام نسخوں میں بھی "فانکم تنصرونا" ہی تھا۔اور چونکہ ہمیں بھی یہ معانی سلیس محسوس نہیں لگ رہے تھے اور دوسری طرف صاحب کتاب کی عبارت میں تصرف صحیح نہیں ہے، لہذا انہی الفاظ کے ساتھ طبع کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد متعدد شواہد و قرائن کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اصل عبارت فان لم تنصرونا تھی، اور بعد میں کاتب حضرات نے ن کو لام میں ملا کر "فانلم تنصرونا" لکھا اور چونکہ اس طرح لکھنا رائج نہیں تھا بعد کے کاتب حضرات نے یہ تصور کیا کہ اصل میں "فانکم تنصرونا" تھا لہذا لام کے اوپر کاف کا مرکز لگا دیا، لہذا بعد کی کتابوں میں اس طرح کی تغییر وجود میں آ گئی۔ لہذا یہ عبارت بغیر کسی شک و تردید کے "فان لم تنصرونا" صحیح ہے۔ جناب علی اکبر غفاری۔

اور چونکہ یہ مطلب حقیر کے لیے بھی قابل قبول اور مورد پسند تھا لہذا اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں عبارت کی اصلاح کرکے "فان لم تنصرونا" تحریر کر دیا گیا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

[۶] ۔ تُحف العقول، ص ۲۳۹۔

" پروردگارا! حقیقتاً تو جانتا ہے کہ جو کچھ بھی ہم سے متحقق ہوا(امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور مظلوموں کی مدد و ظالموں کی سرکوبی کے لیے قیام اور اقدام کی طرف مائل ہونا) یہ اپنے فخر و مباھات اور قدرت و سلطت کو حاصل کرنے کے لیے نہیں تھا؛ اور نہ ہی دنیا کی طلب و مال و دولت کی زیادہ خواہی کے لیے؛ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ تیرے دین کی علامتوں اور نشانیوں کو دیکھیں، اور تیرے شہر و مملکت میں صلاح و اصلاح کر سکیں؛ تاکہ تیرے مظلوم بندے امن و امان میں زندگی بسر کر سکیں، اور تیرے واجبات و مستحبات اور احکام کے مطابق راہ وروش اپنا سکیں۔

پس ہاں اے لوگو! اگر تم لوگ میری مدد نہیں کروگے اور میرے ساتھ انصاف سے کام نہیں لوگے؛ تو یہ ظالم و ستمگر حاکم تم لوگوں پر غالب آجائیں گے، اور اپنی تمام طاقت کو تم پر استعمال کریں گے، اور تمہارے پیغمبر کے نور کو خاموش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور خدا ہمارے لیے کافی ہے، اور اس پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں، اور اسی کی طرف پلٹ رہے ہیں اور سب کو اسی کی طرف واپس پلٹنا ہے"۔

جناب محمد بن حنفیہّ سے حضرت کی وصیت

جس وقت حضرت مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے، ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا اور اس پر اپنی مہر ثبت فرمائی، اور بند کرکے اپنے بھائی محمد بن حنفیہّ کو دیا۔ اور پھر ان سے خداحافظی کی اور سن ساٹھ ہجری کے ماہ رجب کی اٹھائیسویں تاریخ کو آدھی رات میں اپنے خاندان والوں کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہ وصیت اس طرح ہے:

بِسْمِ اللَهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِىطَالِبٍ إِلَى أَخِيهِ مُحَمَّدٍ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ الْحَنَفِيَّه:

إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ.وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ الْحَقِّ. وَأَنَّ الْجَنَّه وَالنَّارَ حَقٌّ. وَأَنَّ السَّاعَة آتِيَه لَا رَيْبَ فِيهَا. وَأَنَّ اللَهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُورِ.

إِنِّى لَمْ أَخْرُجْ أَشِرًا وَلَابَطِرًا وَلَامُفْسِدًا وَلَاظَالِمًا وَإِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الإِصْلَاحِ فِى أُمَّةِ جَدِّى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ

وَآلِهِ؛ أُرِيدُ أَنْ آمُرَ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَسِيرَ بِسِيرَةِ جَدِّى وَسِيرَةِ أَبِى عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ عليه‌السلام.

فَمَنْ قَبِلَنِى بِقَبُولِ الْحَقِّ فَاللَهُ أَوْلَى بِالْحَقِّ، وَمَنْ رَدَّ عَلَيَّ هَذَا أَصْبِرُ حَتَّى يَقْضِيَ اللَهُ بَيْنِى وَبَيْنَ الْقَوْمِ بِالْحَقِّ؛ وَ هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.

وَ هَذِهِ وَصِيَّتِى إِلَيْکَ يَا أَخِى؛ وَمَا تَوْفِيقِى إِلَّا بِاللَهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ. وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.[۷]

«بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم. یہ وصیت حسین بن علی بن ابی طالب کی جانب سے اپنے بھائی محمد کے نام کہ جو ابن حنفیّہ کہ نام سے معروف ہے، پیش کی جارہی ہے:

بیشک حسین بن علی گواہی دیتے ہیں کہ خداوند عالم کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے؛ وہ ایسا یکتا ویگانہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بیشک

---

[۷]- اس وصیت کو محدث قمی نے اپنی کتاب «نفس المھموم»، ص ۴۵ میں، علّامہ مجلسی کی «بحار الانوار» سے اور انھوں نے محمّد بن اِبی طالب موسوی سے نقل کیا ہے. اور «ملحقات إحقاق الحقّ» ج ۱۱، ص ۶۰۲، میں خوارزمی کی کتاب "مقتل الحسین" ج ۱، ص ۱۸۸ سے منقول ہے. اور کتاب «مقتل علّامہ خوارزمی» ج ۱، ص ۱۸۸ میں بھی موجود ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں وہ حق کے ساتھ حق کی جانب سے آئے ہیں۔

اور جنت و جہنم حق ہیں، اور قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور خداوند عالم تمام ان افراد کو کہ جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا۔

میں نے تفریح اور اپنی آسائش کے لیے خروج نہیں کیا ہے؛ اور نہ ہی تکبر و بلند منشی کے لیے اور نہ ہی فساد و فتنہ کے لیے اور نہ ہی ظلم و ستم اور تباہ کاری کے لیے بلکہ میرا خروج میرے جد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لیے ہے۔

میں چاہتا ہوں امر بالمعروف و نہی عن المنکر بجالاؤں؛ اور اپنے جد کی سیرت و سنت اور اپنے والد گرامی علی بن ابی طالب کی روش و آئین پر زندگی بسر کروں۔ پس جو شخص بھی مجھ کو قبول کرے اور حق کے قبول کرنے کے ساتھ ساتھ مجھ کو پسند کرے، پس خداوند عالم حق کے لحاظ سے زیادہ مستحق ہے۔اور جو شخص اس سلسلے میں مجھ کو قبول نہ کرے اور رد کردے، تو میں صبر و تحمل سے کام لوں گا، یہاں تک کہ خداوند عالم میرے اور اس قوم کے درمیان حق کے ساتھ قضاوت فرمائے؛ اور وہی سب کے درمیان حکم کرنے والا اور صاحب اختیار ہے۔

یہ میری وصیت اے میرے بھائی آپ کے لیے ہے! اور میری تائید وتوفیق نہیں ہے مگر خدا کی جانب سے؛ میں نے اسی پر بھروسہ وتوکل کیا ہے اور اسی کی طرف پلٹنا ہے اور سلام ہو تجھ پر اور ہر اس شخص پر کہ جو حق کی پیروی کرتا ہے۔

اور کوئی حرکت و جنبش نہیں ہے اور کوئی قدرت وطاقت نہیں ہے مگر صرف خداوند برتر وبزرگ کے لیے.»

اچھے اور نیک کام کرنے پر ترغیب و تشویق کے لیے حضرت سید الشہداء کے مواعظ و نصیحتیں

حضرت کے خطبات میں سے اس کو علی بن عیسی اربلی نے نقل کیا ہے:

خَطَبَ الْحُسَيْنُ عليه‌السلام، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! نَافِسُوا فِي الْمَكَارِمِ، وَسَارِعُوا فِي الْمَغَانِمِ، وَلَاتَحْتَسِبُوا بِمَعْرُوفٍ لَمْ تَعْجَلُوا. وَاكْسِبُوا الْحَمْدَ بِالنُّجْحِ، وَلَا تَكْتَسِبُوا بِالْمَطَلِ ذَمًّا؛

فَمَهْمَا يَكُنْ لاِحَدٍ عِنْدَ أَحَدٍ صَنِيعَه لَهُ رَأَى أَنَّهُ لَا يَقُومُ بِشُكْرِهَا فَاللَهُ لَهُ بِمُكَافَأَتِهِ؛ فَإِنَّهُ أَجْزَلُ عَطَآءً وَأَعْظَمُ أَجْرًا.[8]

وَاعْلَمُوا أَنَّ حَوَآئِجَ النَّاسِ إِلَيْكُمْ مِنْ نِعَمِ اللَهِ عَلَيْكُمْ؛ فَلَا تَمَلُّوا النِّعَمَ فَتَحُورَ نِقَمـًا.[9]

وَاعْلَمُوا أَنَّ الْمَعْرُوفَ مُكْسِبٌ حَمْدًا، وَمُعْقِبٌ أَجْرًا. فَلَوْ رَأَيْتُمُ الْمَعْرُوفَ رَجُلاً رَأَيْتُمُوهُ حَسَنـًا جَمِيلاً يَسُرُّ النَّاظِرِينَ؛ وَلَوْ رَأَيْتُمُ اللُؤْمَ رَأَيْتُمُوهُ سَمِجـًا مُشَوَّهـًا تَنَفَّرُ مِنْهُ الْقُلُوبُ، وَتَغُضُّ دُونَهُ الابْصَارُ.[10]

۸۔ کلمہ " مَهْما يَكُنْ" سے یہاں تک حاجی نوری (قدّہ) نے کتاب «مستدرک الوسائل» ج ۲، ص ۳۹۶، کتاب امر بالمعروف و نہی عن المنکر، حدیث نمبر۶، میں «کشف الغمّہ» سے نقل کیا ہے۔

۹۔ کلمہ وَاعْلَموا سے یہاں تک کتاب«کشف الغمّہ» میں عبارت " فَتَحولَ نِقَمًا"، اور کتاب«بحار الانوار» میں«اعلام الدّین»دیلمی سے عبارت "فتَحوَّلَ إلى غَيْرِكُمْ" منقول ہے کہ جس کو مرحوم نوری نے «مستدرک» ج ۲، ص ۳۹۹، کتاب امر بالمعروف باب وجوب حسن جواب النعم بالشکر واداء الحقوق میں پہلے نمبر پر نقل کیا ہے۔

۱۰۔ کلمہ و اعْلَموا سے یہاں تک «مستدرک» ج ۲، ص ۳۹۴، کتاب امر بالمعروف ، باب استحباب معروف و کراہت ترک، حدیث ۱۸ میں «بحار الانوار» سے اور انہوں نے «اعلام الدّین»

أَيُّهَاالنَّاسُ! مَنْ جَادَ سَادَ؛ وَمَنْ بَخِلَ رَذِلَ. وَإِنَّ أَجْوَدَ النَّاسِ مَنْ أَعْطَى مَنْ لَا يَرْجُوهُ. وَإِنَّ أَعْفَى النَّاسِ مَنْ عَفَا عَنْ قُدْرَه. وَإِنَّ أَوْصَلَ النَّاسِ مَنْ وَصَلَ مَنْ قَطَعَهُ.

وَالاصُولُ عَلَى مَغَارِسِهَا بِفُرُوعِها تَسْمُو؛ فَمَنْ تَعَجَّلَ لاِخِيهِ خَيْرًا وَجَدَهُ إذَا قَدِمَ عَلَيْهِ غَدًا.

وَ مَنْ أَرَادَ اللَهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِالصَّنِيعَه إِلَى أَخِيهِ كَافَأَهُ بِهَا فِي وَقْتِ حَاجَتِهِ، وَصَرَفَ عَنْهُ مِنْ بَلآءِ الدُّنْيَا مَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْهُ. وَمَنْ نَفَّسَ كُرْبَه مُؤْمِنٍ فَرَّجَ اللَهُ عَنْهُ كُرَبَ الدُّنْيَا وَالآخِرَه. وَمَنْ أَحْسَنَ أَحْسَنَ اللَهُ إِلَيْهِ؛ وَاللَهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ.[11]

« حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اچھی صفات میں ایک دوسرے پر افتخار کرو! اور اچھے اخلاق میں فخر و مباہات کرو! اور معنوی و روحی ثمرات و خوبیوں کو حاصل

دیلمی سے نقل کیا ہے۔ اس میں یہاں سے دو کلمات زیادہ ہیں، اول یہ کہ یَسُرُّ النّاظِرینَ، کے بعد عبارت و یفوقُ الْعالَمینَ کو لائے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ کلمہ سَمِجًا کے بعدقَبیحًا کا اضافہ کیا ہے۔

[11]۔ «کشف الغمّہ» طبع سنگی، ص ۱۸۴۔

کرنے میں سبقت کرو! اور جس نیک کام میں جلدی نہیں کی ہے اس کو شمار نہ کرو! اور اپنے ہر کام کو کامیابی و موفقیت کے ساتھ انجام دینے پر اپنے لیے تمجید و تعریف کے مواقع فراہم کرو! اور کام کرنے میں سستی و تساہلی پر اپنے آپ کو سرزنش و مذمت نہ کرو! اور یہ جان لو کہ ہر شرائط و موقعیت میں جب کسی پر کوئی احسان کرو تو ایسا خیال نہ کرو کہ اس نے شکرادا نہیں کیا اور احسان فراموشی کی، چونکہ خداوند عالم خود ہی ہر کام کی جزاء و بدلہ عطا کرتا ہے؛ اس لیے کہ خداوند عالم کی بخشش بہت زیادہ اور مفید تر ہے اور اس کی عطا عظیم و بزرگ تر ہے۔

اور جان لو کہ تم سے لوگوں کی حاجتیں اور خواہشات خود تم پر خداوند عالم کی نعمتوں میں سے ہیں؛ پس ان ضرورتوں اور حاجتوں کو ملال و خستگی کی نگاہ سے نہ دیکھو تاکہ وہ نعمتیں انتقام و عذاب اور مکافات میں تبدیل نہ ہو جائیں۔

اور یہ جان لو کہ اچھے اور پسندیدہ کام، تعریف و مبارکبادیوں کے ہمراہ ہیں، اور اچھی جزاء اور نیک بدلہ رکھتے ہیں۔ اور اگر تم اچھائی و خوبی اور پسندیدگی کو مجسم شکل میں دیکھتے تو یقینا وہ ایک خوبصورت و جمیل المنظر انسان کی صورت میں دکھائی دیتی، کہ جو دیکھنے والوں کے لیے مسرت بخش و سکون آور ہوتی۔ اور اگر تم برائی و بدی کو مجسم شکل میں دیکھتے تو وہ یقینا ایک

برے وبد شکل اور کریہ المنظر انسان کی صورت میں دکھائی دیتی کہ جس سے دل متنفر ہوتے اور ان کو دیکھ کرآنکھیں نیچی ہو جاتیں ہیں۔

اے لوگو! جو کوئی بخشش و سخاوت کرتا ہے بڑا اور بزرگ ہو جاتا ہے؛ اور جو شخص کنجوسی و بخل کرتا ہے پست و حقیر ہو جاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ سخی وہ انسان ہے کہ جو اس شخص کو بھی بخش دے کہ جو اس سے بخشش کی امید نہ رکھتا ہو، اور سب سے زیادہ بخشنے والا وہ شخص ہے کہ جو قدرت اور بدلے کے امکان کے باوجود بھی بخشش کو اپنا شیوہ بنالے۔ اور سب سے زیادہ ملنے جلنے والا وہ شخص ہے کہ جو اس سے دور ہو گئے ہیں ان افراد کو بھی اپنے آپ سے ملالے۔

درختوں کی جڑیں اور ان کا وجود ان کے نسوں کے اوپر موقوف ہے، اور اپنی شاخوں کے ذریعہ بلند و بڑے ہوتے ہیں اور پھل و فائدہ دیتے ہیں، پس جو شخص اپنے کسی بھائی کو کوئی فائدہ پہنچانے میں جلدی و سبقت کرے ؛ گویا اس نے معنویت کے درخت میں ایک شاخ کا اضافہ کیا ہے؛ کہ کل جب وہاں پہنچے گا تو اس نیکی کو دیکھے گا اور اس کو حاصل کرلے گا۔

اور جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرتے وقت خداوند عالم کو نظر میں رکھتا ہے اور اسی کی خوشنودی و رضا کی خاطر انجام دیتا ہے، تو خداوند عالم اس کو کسی ضرورت کے وقت اس نیکی کو اس تک پہنچا دیتا ہے؛ اور اس سے بھی زیادہ دنیا کی بلاؤں کو اس سے درر کردیتا ہے، اور جو شخص کسی مومن

کے غم واندوہ کو دور کرے تو خداوند عالم اس کے دنیا وآخرت کے غم وغصے کو دور کردے گا جو شخص کسی کے ساتھ نیکی کرے تو خداوند عالم اس کے ساتھ نیکی کرے گا، بیشک خدوند عالم نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے.»

گناہکار شخص کو حضرت کا موعظہ

حضرت کے مواعظ و نصیحتوں میں سے یہ ہے کہ :

رُوِیَ أَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ جَاءَهُ رَجُلٌ وَقَالَ: أَنَا رَجُلٌ عَاصٍ، وَلَا أَصْبِرُعَنِ الْمَعْصِیَه؛ فَعِظْنِی بِمَوْعِظَه!

فَقَالَ علیه‌السلام: افْعَلْ خَمْسَه أَشْیَاءَ؛ وَأَذْنِبْ مَا شِئْتَ!

فَأَوَّلُ ذَلِکَ: لَا تَأْکُلْ رِزْقَ اللهِ، وَأَذْنِبْ مَاشِئْتَ!

وَالثَّانِی: اخْرُجْ مِنْ وِلَایَه اللهِ؛ وَأَذْنِبْ مَاشِئْتَ!

وَالثَّالِثُ: اطْلُبْ مَوْضِعـًا لَا یَرَاکَ اللهُ، وَأَذْنِبْ مَا شِئْتَ!

وَالرَّابِعُ: إِذَا جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ لِیَقْبِضَ رُوحَکَ فَادْفَعْهُ عَنْ نَفْسِکَ، وَأَذْنِبْ مَا شِئْتَ!

وَالْخَامِسُ: إذَا أَدْخَلَکَ مَالِکٌ فِی النَّارِ فَلَا تَدْخُلْ فِی النَّارِ، وَأَذْنِبْ مَاشِئْتَ! [۱۲]

« روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں ایک گناہگار انسان ہوں، اور اپنے گناہ پر صبر و تحمل کی طاقت نہیں رکھتا؛آپ مجھ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں!

حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا: پانچ کام انجام دو اور پھر جو گناہ چاہو گے انجام دینا!

پہلے یہ کہ: خداوند عالم کا رزق نہ کھاؤ، اور جو گناہ چاہو انجام دو!

دوسرے یہ کہ: خداوند عالم کی حکومت و ولایت سے نکل جاؤ اور جو گناہ چاہو انجام دو!

تیسرے یہ کہ: گناہ کرنے کے لیے ایسی جگہ جاؤ کہ جہاں خداوند عالم تم کو نہ دیکھ رہا ہو، اور جو گناہ چاہو انجام دو!

چوتھے یہ کہ: جب ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لیے آئے اس کو اپنے آپ سے دور کر دو، اور جو گناہ چاہو انجام دو!

---

[۱۲] - «بحار الانوار» ج ۷۸، ص ۱۲۶، میں «جامع الاخبار» سے منقول ہے؛ لیکن «جامع الاخبار» فصل ۸۹، ص ۱۵۲ طبع مصطفوی میں یہ روایت حضرت علیّ بن الحسین علیہما السّلام سے نقل ہوئی ہے۔

پانچویں یہ کہ : جب جہنم کے فرشتے تمہیں جہنم میں ڈالنا چاہیں تو جہنم میں داخل نہ ہونا، جو گناہ چاہو انجام دو ! »

دنیاوآخرت کی بھلائی کے لیے حضرت کامکتوب

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ أَبِیهِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْکُوفَه کَتَبَ إِلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ:

یَا سَیِّدِی! أَخْبِرْنِی بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالآخِرَه!

فَکَتَبَ علیه‌السلام: بِسْمِ اللَهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَنْ طَلَبَ رِضَا اللَهِ بِسَخَطِ النَّاس کَفَاهُ اللَهُ أُمُورَ النَّاسِ؛ وَمَنْ طَلَبَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَهِ وَکَلَهُ اللَهُ إِلَی النَّاسِ؛ وَالسَّلَامُ. [۱۳]

---

[۱۳] ۔اس روایت کو کتاب اختصاص شیخ مفید، ص ۲۲۵، طبع حروفی میں نقل کیا گیا ہے، اور علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ نے بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۱۲۶ طبع حروفی، حالات حضرت سید الشہداء علیہ السلام میں نقل کیا ہے۔

«مجھ سے میرے والد محترم نے اور ان سے ان کے والد محترم نے بیان فرمایا ہے- کہ ان دونوں پر سلام ہو- کہ کوفے کے ایک شخص نے حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کی خدمت مین ایک خط لکھا کہ جس کا مضمون یہ تھا: اے میرے مولاو آقا! میرے لیے دنیاو آخرت کی بھلائی کو بیان فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟

حضرت نے اس کے لیے اس طرح جواب تحریر فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد؛ جو شخص خداوند عالم کی رضا و خوشنودی کو طلب کرتا ہے، چاہے لوگوں کی ناراضگی و غصہ و غضب ہمراہ ہو تو خداوند عالم اس کے لیے لوگوں کے امور سے کفایت کرتا ہے، اور جو شخص لوگوں کی مرضی و پسند کو طلب کرتا ہے چاہے خداوند عالم ناراض ہو تو خداوند عالم اس کے امور کو لوگوں کے حوالے کردیتا ہے؛ والسلام.»

علم و تجربہ، شرافت و قناعت، دوستی وتدبیر اور مظلوم کے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصیحتیں

کتاب اعلام الدین میں روایت ہے کہ :

قَالَ علیہ‌السلام: دِرَاسَه الْعِلْمِ لِقَاحُ الْمَعْرِفَه. وَ طُولُ التَّجَارِبِ زِيَادَه فِى الْعَقْلِ. وَالشَّرَفُ التَّقْوَى. وَالْقُنُوعُ رَاحَه الابْدَانِ. وَمَنْ أَحَبَّکَ نَهَاکَ؛ وَمَنْ أَبْغَضَکَ أَغْرَاکَ.[۱۴]

«حضرت سیّد الشّہداء علیہ السّلام نے اس طرح ارشاد فرمایا: علم کی تعلیم و تعلم، معرفت کا جوڑ ہے، اور تجربہ کی دراز مدت، عقل کی زیادہ ہونے کا سبب ہے۔ اور انسان کا شرف اس کا تقوی ہے۔ اور قناعت بدن کے لیے سکون کا سبب ہے۔ اور جو شخص آپ کو دوست رکھتا ہے وہ برے کاموں سے آپ کو روکے گا؛ اور جو شخص آپ کو دشمن رکھتا ہے وہ آپ کو برے کاموں کی ترغیب و تشویق کرے گا.»

[۱۴]- اس روایت کو علامہ مجلسی نے بحارالانوار ج۷۸ ص۱۲۸ میں کتاب اعلام الدین سے نقل کیا ہے۔

اور حضرت کے مواعظ میں سے یہ بھی ہے کہ:

وَ قَالَ علیہ‌السلام: إِیَّاکَ وَمَا تَعْتَذِرُ مِنْهُ؛ فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یُسِیءُ وَلَایَعْتَذِرُ، وَالْمُنَافِقُ کُلَّ یَوْمٍ یُسِیءُ وَیَعْتَذِرُ.[15]

«اور حضرت نے فرمایا: اس کام سے پرہیز کرو کہ جو آپ کے لیے عذرخواہی کا سبب بنے؛ مومن وہ شخص ہے کہ جو برائی کو انجام نہیں دیتا اور عذرخواہی بھی نہیں کرتا، جب کہ منافق وہ شخص ہے کہ جو ہر روز برائی کرتا ہے اور پھر عذرخواہی کرتا ہے۔»

اور حضرت کے مواعظ میں سے یہ بھی ہے کہ:

وَ قَالَ لاِبْنِهِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ:ای بُنَیَّ! إِیَّاکَ وَظُلْمَ مَنْ لَا یَجِدُ عَلَیْکَ نَاصِراً إِلَّا اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ.[16]

«اور آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت علی بن الحسین سید سجاد علیہ السلام کو اس طرح نصیحت فرماتے ہیں: اے میرے نور چشم! ایسے شخص پر ظلم و ستم کرنے سے پرہیز کرو کہ جو خداوند عالم کے علاوہ کوئی دوسرا یار و مددگار نہیں رکھتا ہے.»

---

[15]۔ تحف العقول، ص ۲۴۸۔ بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۱۲۰، از تحف العقول۔

[16]۔ تحف العقول، ص ۲۴۶۔ بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۱۱۸۔

حضرت کا منی کے میدان میں خطبہ اور اپنے اصحاب کو ولایت کی تبلیغ کی دعوت

جب سن ۴۹ ہجری میں حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام اپنی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کے ذریعہ معاویہ کے زہر سے مسموم ہوئے اور شہید ہوگئے۔[۱۷] اس وقت مسلسل فتنہ و مصیبتیں بڑھتی جارہی تھیں اور شیعوں پر روز بروز سختیوں کا اضافہ ہورہا تھا؛ یہاں تک کہ اسلامی مملکت میں کوئی بھی ولی خدا نہیں تھا مگر یہ کہ ہر ایک اپنے خون کی خاطر خوف وہراساں تھا، اور طرید و شرید و منفور تھا، اس کے برعکس دشمنان خدا ظاہرا و علنا بغیر کسی خوف و خطر کے اپنی بدعت و ضلالت پر فخر و مباہات کرتے پھرتے تھے۔ معاویہ کی موت سے ایک سال[۱۸] پہلے حضرت امام حسین بن علی سید الشہداء علیہ السلام بیت اللہ الحرام کی جانب حج کے لیے عازم ہوئے، اور آپ عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس کے ہمراہ مکہ روانہ ہوگئے۔

امام حسین علیہ السلام نے تمام بنی ہاشم کو اعم از مرد و عورت، ان کے سب عزیز و اقارب (لڑکے لڑکیاں غلام و کنیز اور سبھی رشتہ دار) اور وہ

---

[۱۷]۔ ابن اثیر جزری، الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۴۶۰ میں اڑنچاس ہجری کے واقعات میں مذکور ہے کہ اس سال حضرت امام حسن ابن علی شہید ہوئے اور جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے آپ کو زہر دیا۔

[۱۸]۔ بعض نسخوں میں دو سال ذکر ہوا ہے۔

افراد بھی کہ جو آپ سے واقف تھے انصار وغیرہ میں سے سب کو جمع کیا اور اس کے بعد کچھ افراد کو مامور فرمایا کہ جتنے بھی اصحاب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حج پر آئے ہوئے ہوں اور زہد و تقوی میں معروف ہوں سب کو میرے پاس منی کے میدان میں لے آؤ کوئی ایک بھی باقی نہ رہ جائے۔

منی کے میدان میں ایک بہت بڑا خیمہ نصب کرایا اور حضرت کی خدمت میں تقریبا سات سو سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے کہ جو سب تابعین میں سے تھے اور تقریبا دو سو افراد اصحاب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سے تھے جو آپ کی خدمت میں پہنچے۔

فَقَامَ فِيهِمْ خَطِيبـاً، فَحَمِدَ اللَهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ؛ فَإنَّ هَذَا الطَّاغِيَه قَدْ فَعَلَ بِنَا وَبِشِيعَتِنَا مَا قَدْرَأَيْتُمْ وَعَلِمْتُمْ وَشَهِدْتُمْ!

فَإنِّى أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكُمْ عَنْ شَىْءٍ؛ فَإنْ صَدَقْتُ فَصَدِّقُونِى، وَإنْ كَذَبْتُ فَكَذِّبُونِى!

وَ أَسْأَلُكُمْ بِحَقِّ اللَهِ عَلَيْكُمْ وَبِحَقِّ رَسُولِ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ وَ س لَّمَ وَقَرَابَتِى مِنْ نَبِيِّكُمْ، لَمَّا سَيَّرْتُمْ مَقَامِى هَذَا

وَوَصَفْتُمْ مَقَالَتِی، وَدَعَوْتُمْ أَجْمَعِینَ فِی أَمْصَارِکُمْ مِنْ قَبَآئِلِکُمْ مَنْ ءَامَنْتُمْ مِنَالنَّاسِ (وَ فِی رِوَایَه أُخْرَی بَعْدَ قَوْلِهِ فَکَذِّبُونِی: اسْمَعُوا مَقَالَتِی وَاکْتُبُوا قَوْلِی، ثُمَّ ارْجِعُوا إِلَی أَمْصَارِکُمْ وَقَبَآئِلِکُمْ؛ فَمَنْ ءَامَنْتُمْ مِنَ النَّاسِ) وَ وَثِقْتُمْ بِهِ، فَادْعُوهُمْ إِلَی مَا تَعْلَمُونَ مِنْ حَقِّنَا؛ فَإِنِّیأَتَخَوَّفُ أَنْ یَدْرُسَ هَذَا الامْرُ وَیَذْهَبَ الْحَقُّ وَیُغْلَبَ؛ وَاللَهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَ لَوْ کَرِهَ الْکَـٰفِرُونَ.

وَ مَا تَرَکَ شَیْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللَهُ فِیهِمْ مِنَ الْقُرْءَانِ إِلَّا تَلَاهُ وَفَسَّرَهُ، وَلَا شَیْئًا مِمَّا قَالَهُ رَسُولُ اللَهِ صَلَّی اللَهُ عَلَیْهِ وَءَالِهِ وَسَلَّمَ فِی أَبِیهِ وَأَخِیهِ وَأُمِّهِ وَفِی نَفْسِهِ وَأَهْلِ بَیْتِهِ إِلَّا رَوَاهُ. وَکُلَّ ذَلِکَ یَقُولُ أَصْحَابُهُ: اللَهُمَّ نَعَمْ! وَقَدْ سَمِعْنَا وَشَهِدْنَا؛ وَیَقُولُ التَّابِعِیُّ: اللَهُمَّ قَدْ حَدَّثَنِی بِهِ مَنْ أُصَدِّقُهُ وَأَءْتَمِنُهُ مِنَ الصَّحَابَه.

فَقَالَ: أُنْشِدُکُمُ اللَهَ إِلَّا حَدَّثْتُمْ بِهِ مَنْ تَثِقُونَ بِهِ وَبِدِینِهِ!

قَالَ سُلَیْمٌ: فَکَانَ فِیمَا نَاشَدَهُمُ الْحُسَیْنُ وَذَکَّرَهُمْ أَنْ قَالَ: أُنْشِدُکُمُ اللَهَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ کَانَ أَخَا رَسُولِ اللَهِ صَلَّی اللَهُ عَلَیْهِ وَءَالِهِ وَسَلَّمَ حِینَ ءَاخَی بَیْنَ أَصْحَابِهِ

فَـاخَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ وَقَالَ: أَنْتَ أَخِى وَأَنَا أَخُوكَ فِى الدُّنْيَا وَالآخِرَه؟

قَالُوا: اللَهُمَّ نَعَمْ!

قَالَ: أُنْشِدُكُمُ اللَهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ وَسَلَّمَ نَصَبَهُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ فَنَادَى لَهُ بِالْوِلَايَه، وَقَالَ: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ؟!

قَالُوا: اللَهُمَّ نَعَمْ!

قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فِى ءَاخِرِ خُطْبَه خَطَبَهَا: إِنِّى تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللَهِ وَأَهْلَ بَيْتِى، فَتَمَسَّكُوا بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا؟!

قَالُوا: اللَهُمَّ نَعَمْ!

اور بہت سے اس طرح کے مناشدہ کے فقرات ہیں کہ جو اس خطبہ میں حضرت نے مناشدہ فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

ثُمَّ نَاشَدَهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ سَمِعُوهُ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِى وَيُبْغِضُ عَلِيًّا فَقَدْ كَذَبَ؛ لَيْسَ يُحِبُّنِى وَيُبْغِضُ عَلِيًّا. فَقَالَ لَهُ

قَآئِلٌ: یَا رَسُولَ اللَهِ! وَ کَیْفَ ذَلِکَ؟ قَالَ: لاَنَّهُ مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ؛ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِی، وَمَنْ أَحَبَّنِی فَقَدْ أَحَبَّ اللَهَ؛ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِی، وَمَنْ أَبْغَضَنِی فَقَدْ أَبْغَضَ اللَهَ؟!

فَقَالُوا: اللَهُمَّ نَعَمْ! قَدْ سَمِعْنَا. وَتَفَرَّقُوا عَلَی ذَلِکَ.[۱۹]

« حضرت امام حسین علیہ السلام تمام حاضرین کے درمیان خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الہی بجالائے، اور اس کے بعد فرمایا: یہ متکبر و متجاوز[۲۰] و جبار انسان ہمارے ساتھ اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو کچھ کر رہا ہے تم دیکھ رہے ہو اور جانتے ہو اور شاہد ہو! میں چاہتا ہوں تم سے ایک بات معلوم کروں؛ اگر میں نے سچ کہا تو میری تائید و تصدیق کرنا اور اگر میں نے جھوٹ کہا تو مجھے جھٹلا دینا!

اور تم سے اس حق کی خاطر کہ جو خدا تم پر رکھتا ہے، اور اس حق کی خاطر کہ جو رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تم پر رکھتے ہیں، اور اس رشتہ داری کے حق کی خاطر کہ جو میری تمہارے رسول سے ہے؛ تم سے چاہتا ہوں کہ اس مجلس کے تمام مطالب لفظ بہ لفظ اپنے شہروں میں لے جائیں اور اپنے قبائل و خاندان والوں سے اور ان لوگوں سے کہ جو تمہاری نظر میں

---

[۱۹]۔ کتاب سلیم بن قیس ہلالی کوفی، ص ۲۰۶ سے ص ۲۰۹ تک۔

[۲۰]۔ معاویہ ابن ابی سفیان مراد ہے۔

قابل اعتماد ہوں بیان کریں! اور میری اس گفتگو کو ان سے وضاحت کریں! اور تم سب اس امر ولایت کی طرف ان سبھی کو دعوت دو۔

(ایک دوسری روایت میں آپ کی اس فرمائش کے بعد کہ اگر میں جھوٹ کہوں تو مجھے جھٹلا دینا اس طرح آیا ہے کہ تم میری اس گفتگو کو سنو، اور میری باتوں کو تحریر کرو؛ اور اس کے بعد اپنے اپنے شہر و قبیلوں اور خاندان والوں میں جاؤ اور تمام وہ لوگ کہ جو آپ کی نظر میں قابل اعتماد اور امانت دار ہوں) اور ان پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہو، ان سب کو ہمارے حق کی طرف کہ جو کچھ سمجھتے ہو دعوت دو؛ اس لیے کہ میں اس بات سے نگران ہوں کہ یہ امر نابود و محو ہو جائے اور حق ختم و برباد ہو جائے اور باطل کے سامنے مغلوب ہو جائے ۔ اور خداوند عالم اپنے نور کو تمام کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو اس سے کراہیت ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس خطبہ میں ایسے تمام مطالب کو بیان کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی کہ جس کو خداوند عالم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے بلکہ سب کو بیان فرمایااور سب کی تفسیر فرمائی۔اور تمام وہ باتیں کہ جو رسول خدا نے آپ کے والد بزر گوار برادار بزر گوار مادر گرامی اور آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے متعلق بیان فرمائی تھیں کچھ بھی نہیں جھوڑا بلکہ سب کچھ بیان فرمایا، اور ان تمام گفتگو میں جو

بات بھی آپ بیان فرماتے تو تمام اصحاب جواب میں فرماتے : اللھم نعم ! پروردگارا! ایسا ہی ہے کہ جیسا حسین فرمارہے ہیں۔ ہم نے یہ تمام باتیں حضرت رسول خدا سے سنی ہیں اور ان تمام مواقع پر حاضر و ناظر تھے۔ اور ہر ایک تابعین میں سے کہتے : پروردگارا! ان تمام مطالب کو ہم نے ان صحابہ سے سنا ہے کہ جو ہماری نظر میں امانت دار اور قابل اعتماد تھے۔

اور حضرت امام حسین بن علی فرماتے : میں خدا کی قسم کھا کر تم سے کہتا ہوں کہ : ان مطالب کو ان سب سے کہ جو تمہاری نظر میں قابل اعتماد ہوں اور ان کے دین میں مطمئن ہو بیان کرو !

سلیم کا بیان ہے : وہ تمام مطالب کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیان فرمائے اور مناشدہ و احتجاج فرمایا اور تذکر دیا یہ تھا کہ آپ نے فرمایا:

میں خدا کی قسم دے کر آپ سے معلوم کرتا ہوں : کیا یہ جانتے ہو کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت رسول خدا کے بھائی تھے ؟ جس وقت حضرت رسول خدا نے اپنے تمام صحابہ کے درمیان عقد اخوت پڑھا و بھائی چارگی ایجاد فرمائی آپ کو اپنا بھائی قرار دیا اور آپ سے فرمایا: اے علی آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں ؟ سب نے کہا : پروردگارا ! جی ہاں !

میں خدا کی قسم دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد گرامی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو روز غدیر خم بلند فرمایا اور ان کی ولایت کا اعلان کیا۔ اور پھر فرمایا تمام حاضرین پر واجب ہے کہ یہ مطلب غائبین تک پہنچائیں؟ سب نے کہا: پروردگارا! جی ہاں

میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے معلوم کرتا ہوں کہ: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے فرمایا: میں دو گرانقدر چیزیں تمہارے درمیان چھوڑے جارہاہوں، ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت ان سے متمسک رہنا کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکتے؟ سب نے کہا: پروردگارا! جی ہاں!

اور ان کے علاوہ مناشدے کے دیگر اور چند فقرات، حضرت نے مناشدے کے اور بھی کچھ فقرے بیان فرمائے اور آخر میں فرمایا:

میں تم کو خدا کی قسم دے کر معلوم کرتا ہوں: کہ تم میں سے کس نے یہ سنا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص بھی یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جب کہ علی سے بغض رکھتا ہو، وہ جھوٹا ہے، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ مجھ سے محبت کرتا ہو اور علی سے بغض رکھے۔ اور اس وقت حاضرین میں سے ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے رسول

خدا! یہ تلازم کس طرح ہے ؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہے۔ جو شخص علی سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے خدا سے محبت کرتا ہے۔ اور جو شخص علی سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے وہ خدا سے بغض رکھتا ہے؟ سب نے کہا: پروردگارا! ہاں ایسا ہی ہم نے سنا ہے۔

اور اسی بنیاد اور عہد و پیمان پر (کہ جو حضرت امام حسین نے لوگوں سے لیا کہ اپنے شہروں اور قبیلوں میں یہ پیغام پہنچائیں) لوگ وہاں سے متفرق ہو گئے۔

کربلا کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے نکلتے ہوئے حضرت کا خطبہ

وَ رُوِیَ أَنَّهُ علیه‌السلام لَمَّا عَزَمَ عَلَی الْخُرُوجِ إِلَی الْعِرَاقِ قَامَ خَطِیباً، فَقَال: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَاشَآءَ اللهُ، وَلَا قُوَّه إِلَّا بِاللَهِ، وَصَلَّی اللَهُ عَلَی رَسُولِهِ.

خُطَّ الْمَوْتُ عَلَى وُلْدِ ءَادَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَه عَلَى جِيدِ الْفَتَه. وَمَا أَوْلَهَنِى إِلَى أَسْلَافِى اشْتِيَاقَ يَعْقُوبَ إِلَى يُوسُفَ. وَخُيِّرَ لِى مَصْرَعٌ أَنَا لَاقِيهِ؛ كَأَنِّى بِأَوْصَالِى تَتَقَطَّعُهَا عُسْلَانُ الْفَلَوَاتِ بَيْنَ النَّوَاوِيسِ وكَرْبَلآءَ؛ فَيَمْلَانَ مِنِّى أَكْرَاشًا جُوفًا، وَأَجْرِبَه سُغْبًا.

لَا مَحِيصَ عَنْ يَوْمٍ خُطَّ بِالْقَلَمِ. رِضَا اللَهِ رِضَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ؛ نَصْبِرُ عَلَى بَلآئِهِ، وَيُوَفِّينَا أُجُورَالصَّابِرِينَ.

لَنْ تَشُذَّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ لُحْمَتُهُ، وَهِيَ مَجْمُوعَه لَهُ فِى حَظِيرَه الْقُدْسِ،تَقِرُّ بِهِمْ عَيْنُهُ،وَيُنْجَزُلَهُمْ وَعْدُهُ.

مَنْ كَانَ فِينَا بَاذِلاً مُهْجَتَهُ، وَمُوَطِّنًا عَلَى لِقَاءِ اللهِ نَفْسَهُ، فَلْيَرْحَلْ مَعَنَا؛ فَإِنَّنِى رَاحِلٌ مُصْبِحًا إِنْ شَاءَاللَهُ تَعَالَى.[21]

---

[21]۔ اس خطبہ میں کچھ ایسے کلمات مذکور ہیں کہ جن کی نقل میں اختلاف ہے لہٰذا حقیر نے یہاں پر صحیح سند سے مناسب معانی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

قلادۃ: گردنبند۔ فتاۃ: جوان لڑکی۔ خیر: صیغہ مجہول از باب تفعیل، اختیار وانتخاب کیا گیا۔ عسلان، فاء الفعل مضموم، عاسل کی جمع، بھیڑیے کے معنی میں سے جیسے راکب سے رکبان و فارس سے فرسان۔

« اور روایت میں ہے کہ جیسے ہی حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے عراق کے لیے خروج کا ارادہ فرمایا تب آپ مکہ مکرمہ میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا:

حمد و ثناء خداوند عالم کے لیے مخصوص ہے۔ جو کچھ خداوعالم چاہتا ہے وہی ہوکے رہے گا۔ اور خداوند تعالی کے علاوہ کوئی قدرت وطاقت نہیں ہے۔ اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر پر درود و سلام ہو۔

اولاد آدم کے لیے موت ایسی ہی ہے کہ جیسے کسی جوان لڑکی کی گردن میں ہار پڑا ہوا ہو۔

اکرش: جمع کرش بھیڑ اور دیگر حیوانات کا اوجھ۔ جوف: جمع جوفاء، اندر سے خالی ہونا۔ جیسے حمر و حمراء اور صفر و صفراء۔ اجربہ: جمع جراب، معدہ کے معنی میں ہے، جسے انظمہ و نظام۔ سغب: جمع اسغب، بھوکے کے معنی میں ہے، جیسے حمر و احمر۔ لحمۃ: مضموم، رشتہ داری مراد ہے۔ حظیرہ: ایک مخصوص مکان کہ جس کی چہار دیواری ہوئی ہو۔ اور حظیرۃ القدس سے جنت مراد ہے۔

یہ خطبہ بہت سی کتابوں میں مذکور ہے جیسے لہوف، ص ۵۳۔ نفس المہموم، ص ۱۰۰۔ مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۵و۶۔ لیکن اس میں " وماولعنی الی اسلافی " مذکور ہے اور "کانی انظر الی اوصالی تقطعها وحوش الفلوات غبرا و عفرا" وارد ہے اور " لن تشد عن رسول الله لحمته " سے آخر تک ذکر نہیں ہوا ہے۔ اور کشف الغمہ، ص ۱۸۴ میں لہوف کی عبارت کی طرح مذکور ہے۔ اور ملحقات احقاق الحق، ص ۵۹۸، ج ۱۱ میں مقتل خوارزمی سے جملہ " و ینجز لهم وعده" تک روایت ہوئی ہے۔ اور علامہ مدوخ نے کتاب العدل الشاہد، ص ۹۵ میں لہوف ہی کی عبارت کو نقل کیا ہے۔

اور بسا اوقات میں اپنے خاندان کے گذشتہ افراد سے ملاقات مشتاقانہ کی آرزو کرتا ہوں، بالکل ایسے کہ جیسے جناب یعقوب جناب یوسف کے دیدار کے مشتاق تھے۔

اور میرے لیے ایک جگہ معین و منتخب ہوچکی ہے کہ جہاں پر میرا جنازہ گرے گا، مجھے وہاں جانا چاہیے۔

میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ سرزمین کربلا میں جنگلی بھیڑیے میری ناموس کے سامنے میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کررہے ہیں،اور وہ میرے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں اور اپنے بھوکے پیٹ کو میرے گوشت کے ٹکڑوں سے سیر کررہے ہیں۔

جو کچھ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے اس سے فرار ممکن نہیں ہے ۔ خداوندعالم کی رضا ہم اہل بیت کی مرضی ہے؛ ہم اس کے امتحانات و مصیبتوں پر صبر و تحمل کرتے ہیں، اور وہ صابرین و تحمل کرنے والوں کا اجر و جزاء بطور اتم واکمل ہم کو عنایت فرمائے گا۔

رسول خدا سے ہماری قرابت و رشتہ داری کہ جو جڑ و بنیاد سے نسوں و شاخوں کا رشتہ ہے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ اور جنت میں ہم سب آپ کے ارد گرد جمع ہوں گے ،اور اس سے حضرت کی آنکھیں تر و تازہ ہو جائیں گی اور آنحضرت کا وعدہ وفا و متحقق ہو جائے گا۔ (وہ وعدہ کہ جو خداوندعالم نے اپنے

حبیب و پیغمبر سے ان کے قرابت داروں و رشتہ داروں کے بارے میں کیا ہے۔)

پس جو شخص ہمارے درمیان موجود ہے، اور حاضر ہے کہ اپنی جان قربان کرے،اپنے خون دل کو فدا کرے، اور خداوندعالم سے ملاقات کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرر کھا ہے؛ ہمارے ساتھ سفر کرے کہ میں کل صبح عازم سفر ہوں انشاء اللہ تعالی۔

کوفہ کی جانب سفر کرتے ہوئے فرزدق کے سوال کے جواب میں حضرت کے اشعار

جس وقت حضرت کوفہ کی جانب کوچ فرمارہے تھے ، فرزدق بن غالب کہ جو اس دور کا ایک مشہور شاعر تھا، اس نے حضرت سے راستے میں ملاقات کی اور اس دوران کچھ سوال کیے:

اے فرزند رسول خدا! آپ کس طرح کوفہ والوں پر اعتماد فرماتے ہیں جب کہ یہ وہی ہیں کہ جنھوں نے آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا!؟

حضرت نے جناب مسلم کے لیے طلب رحمت و مغرفت فرمائی اور اس طرح ارشاد فرمایا: مسلم خداوندعالم اور اس کی رضوان کی جانب کوچ

فرماگئے۔ جو کچھ ان کی ذمہ داری تھی اس کو انجام دیا اور جو کچھ ہماری ذمہ داری ہے وہ ابھی ہمارے کاندھوں پر باقی ہے۔اور پھر یہ اشعار ارشاد فرمائے:

وَ إنْ تَكُنِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً

فَدَارُ ثَوَابِ اللَهِ أَعْلَى وَأَنْبَلُ

وَ إنْ تَكُنِ الابْدَانُ لِلْمَوْتِ أُنْشِئَت

فَقَتْلُ امْرِىٍ بِالسَّيْفِ فِى اللَهِ أَفْضَلُ

وَإنْ تَكُنِ الارْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا

قِلَّه حِرْصِ الْمَرْءِ فِىالْكَسْبِ أَجْمَلُ

وَإنْ تَكُنِ الامْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا

فَمَا بَالُ مَتْرُوكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ[۲۲]

« اور اگر ایسا ہی ہے کہ : دنیا لوگوں کی نظر میں اچھی ہے تو جان لیں کہ آخرت ثواب اور خداوندعالم کی جانب سے اجر و جزاء ملنے کا گھر ہے۔ پس وہ بلند پایہ و شریف تر ہے.

---

[۲۲] ۔ کشف الغمہ، ص ۱۸۳و ۱۸۴۔

اور اگر ایسا ہی ہے کہ :انسانوں کے بدن موت کے لیے ہی خلق اور بنائے گئے ہیں، تو پھر یہ جان لینا چاہیے کہ راہ خدا میں تلوار سے قتل ہونا سب سے بہتر ہے۔

اور اگر ایسا ہی ہے کہ : مخلوق کا رزق و روزی معین مقدار میں تقسیم ہو چکی ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ روزی کو حاصل کرنے میں حرص و طمع نہ رکھنے والا نیک و افضل ہے۔

اور اگر ایسا ہی ہے کہ : مال و دولت جمع کرنے کا نتیجہ آخر کار اس کو چھوڑ کے جانا ہے تو پھر جس چیز کو چھوڑ کے جانا ہے اس میں کنجوسی و بخل کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے۔»

اور بہت سے ارباب مقاتل کا بیان ہے کہ حضرت روز عاشورا اپنے رجز کو پڑھتے ہوئے اپنی تلوار پر تکیہ لگائے ہوئے تھے اور اس دوران یہ اشعار پڑھ رہے تھے جیسے محدث قمی نے "نفس المہموم" میں اور شیخ سلیمان قندوزی نے "ینابیع المودہ" میں نقل کیا ہے۔[۲۳]

---

[۲۳] ۔ نفس المہموم، ص ۲۱۹۔ ملحقات احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۴۷۔ ینابیع المودۃ، ص ۳۴۶ و ۳۴۷۔ مرحوم محدث قمی نے فرمایا ہے کہ محمد ابن ابی طالب نے کہا ہے: ابو علی سلامی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہیں اور کسی کے یہاں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ اس طرح کے اشعار کہہ سکے۔

اہل دنیا کی مذمت میں

قَالَ الْفَرَزْدَقُ: لَقِيَنِى الْحُسَيْنُ عليه‌السلام فِى مُنْصَرَفِى مِنَ الْكُوفَه. فَقَالَ: مَا وَرَاکَ يَا أَبَا فِرَاسٍ؟!

قُلْتُ: أَصْدُقُکَ؟! قَالَ عليه‌السلام: الصِّدْقَ أُرِيدُ!

قُلْتُ: أَمَّا الْقُلُوبُ فَمَعَکَ، وَأَمَّا السُّيُوفُ فَمَعَ بَنِى أُمَيَّه؛ وَالنَّصْرُ مِنْ عِنْدِ اللَه.

قَالَ: مَا أَرَاکَ إِلَّا صَدَقْتَ! النَّاسُ عَبِيدُ الدُّنْيَا وَالدِّينُ لَغْوٌ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، يَحُوطُونَهُ مَا دَرَّتْ بِهِ مَعَايِشُهُمْ؛ فَإِذَا مُحِّصُوا بِالْبَلآءِ قَلَّ الدَّيَّانُونَ.

«فرزدق کا بیان ہے: جب میں ہوشیاری سے کوفہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو راستہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: اے ابو فراس کوفہ کے کیا حالات ہیں؟

میں نے عرض کیا: آپ سے سچ سچ بیان کروں!؟ حضرت نے فرمایا: ہاں میں سچ ہی سننا چاہتا ہوں! میں نے کہا: تمام کوفے والوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی امیہ کی مدد کے لیے تیار ہیں؛ اور مدد و نصرت خداوند عالم کی جانب سے ہے۔ حضرت نے فرمایا: جی ہاں!

یہ وہی بات ہے کہ جو آپ نے صدق دل اور سچائی سے کہی ہے ! تمام لوگ مال دنیاکے بندے اور غلام ہیں؛ دینداری کا لفظ ان کی زبان پر ایک مہمل و بیہودہ کلام کی طرح جاری ہے۔ اور اپنے دین کی حفاظت وہیں دیکھتے ہیں کہ جہاں ان کی معیشت و اقتصاد محفوظ ہو اور مال دنیا حاصل کر سکیں؛ اور جب کسی مصیبت و امتحان میں گرفتار ہوتے ہیں تو حقیقت میں سچے دیندار بہت کم نظر آتے ہیں.»

حر کے راستہ روکنے پر حضرت کا خطبہ

اور جب حر بن یزید ریاحی نے حضرت کو کوفے میں وارد ہونے یا مدینہ واپس ہونے سے شدت کے ساتھ منع کیا، حضرت نے مقام ذی حسم میں قیام، اور طبری کے بقول عقبہ بن ابی العیزاز میں قیام کیا اور فرمایا:

فَحَمِدَ اللَهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ؛ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ مِنَ الامْرِ مَا قَدْ تَرَوْنَ. وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَغَيَّرَتْ وَتَنَكَّرَتْ وَأَدْبَرَ مَعْرُوفُهَا وَاسْتَمَرَّتْ حَذَّآءَ،فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَه كَصُبَابَه الإِنَآءِ، وَخَسِيسُ عَيْشٍ كَالْمَرْعَى الْوَبِيلِ.أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ الْحَقَّ لَايُعْمَلُ بِهِ، وَأَنَّ الْبَاطِلَ لَايُتَنَاهَى عَنْهُ!؟ لِيَرْغَبِ الْمُؤْمِنُ فِى لِقَآءِ

اللَهِ مُحِقًّا؛ فَإِنِّی لَاأَرَی الْمَوْتَ إِلَّا سَعَادَہ، وَلَا الْحَیَوہ مَعَ الظَّالِمِینَ إِلَّا بَرَمـًا.[۲۴]

حضرت حمد وثنائے الٰہی بجالائے اور اس کے بعد فرمایا:

امابعد، یہ شدت و بلاء کہ جو ہم پر وارد ہوئی ہے، آپ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو؛ دنیا اور زمانے کی رفتار بدل گئی ہے اور اس نے اپنے کریہ منظر چہرے کو دکھانا شروع کردیا ہے، دنیا کی تمام خوبیوں نے ہم سے منھ پھیرلیا ہے، دنیا اسی تیزی کے ساتھ گذر جائے گی اور اس سے کچھ نہیں بچا ہے مگر یہ ہے صرف اتنا ہی کہ جیسے کسی برتن کی تہہ میں پانی کے

---

[۲۴] ۔اس خطبہ کو بزرگان واعاظم حدیث وتاریخ اعم از شیعہ و سنی سب نے نقل کیا ہے جیسے ابن طاؤس نے لہوف، ص۶۹ میں، محدث قمی نے نفس المہموم، ص۱۱۶ میں۔ علی بن عیسی اربلی نے کشف الغمہ، ص۱۸۵ میں۔ ابن شعبہ حرانی نے تحف العقول، ص ۲۴۵ میں۔ مجلسی نے بحارالانوار، ج۷۸، ۱۱۶ و ۱۱۷۔ ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۵۹۶ و ۶۰۱ میں۔ علامہ توفیق ابو علم نے کتاب اہل البیت، ص ۴۳۸ میں۔ محمد بن جریر طبری نے تاریخ الامم والملوک، ج۴، ص۳۰۵ میں۔ ابن عبد ربہ اندلسی نے عقد الفرید، ج۲، ص۲۱۸ میں۔ طبرانی نے المعجم الکبیر، ص۱۴۶ میں۔ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۳۹ میں۔ خوارزمی نے مقتل، ج۲ میں۔ ابن عساکر دمشقی نے تاریخ دمشق، ج۴، ص۳۳۳ میں۔ ذھبی نے تاریخ اسلام، ج۲، ص۳۴۵ میں۔ سیر اعلام انبلاء، ج۳، ص۲۰۹ میں۔ محب الدین طبرسی نے ذخائرالعقبی، ص۱۴۹ میں۔ باکثیر حضرمی نے وسیلۃ المآل، ص۱۹۸ میں۔ زبیدی نے الاتحاف، ج۱۰، و۳۲۰ میں نقل کیا ہے۔

کچھ قطرات باقی رہ گئے ہوں؛ یا وہ پست و ناچیز زندگی کہ جو گندم کے کٹنے کے بعد کھیت میں چراگاہ کی حیثیت رہ جاتی ہے اس طرح خراب و بگڑ گئی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے؟ اور باطل کو روکا نہیں جارہا ہے؟ اور اس صورت میں حق کا طلب گار مومن، خداوند عالم کے دیدار اور اس سے ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔

میں موت ہی کو سعادت مندی سمجھتا ہوں، اور پست و حقیر لوگوں کے ساتھ زندگی کو ذلت و حقارت، خستگی و کسالت سمجھتا ہوں۔

کتاب تحف العقول میں خطبہ کے مذکورہ جملات کے بعد یہ جملہ بھی مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا:

إنَّ النَّاسَ عَبِيدُ الدُّنْيَا، وَالدِّينُ لَعْقٌ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، يَحُوطُونَهُ مَا دَرَّتْ مَعَايِشُهُمْ؛ فَإِذَا مُحِّصُوا بِالْبَلآءِ قَلَّ الدَّيَّانُونَ.[۲۵]

"لوگ دنیا کے غلام ہیں اور دین لعاب دہن کی طرح ان کی زبان پر جاری ہے، اور جب تک اس میں ان کی معیشت فراوان ہے دین کے محافظ و متعہد ہیں؛ لیکن جب ان پر کوئی مصیبت، بلاء و امتحان و آزمائش پیش آتی ہے، حقیقی دیندار بہت کم رہ جاتے ہیں"۔

---

[۲۵] تحف العقول، ص۲۴۵۔ مقتل خوارزمی، ص۲۳۷۔

اور اس وقت زہیر بن قین و نافع بن ہلال اور بریر بن خضیر ہر ایک علیحدہ علیحدہ اٹھے اور حضرت کے سامنے اپنے ثابت قدم رہنے کا اظہار فرمایا۔

حر کی دھمکی کے مقابلے اور شہادت کی آمادگی کے بیان میں حضرت کی فرمائش

حر بن یزید حضرت کے ساتھ تھا؛ اور کسی بھی وقت راہ و حرکت میں جدا نہیں ہوتا تھا اور کہتا تھا:

اے حسین! میں اپنی اس گفتگو کے ذریعہ آپ کے بارے میں خداوند عالم کے حضور ملتجی ہوں کہ اگر آپ جنگ کریں گے تو قتل کردیے جائیں گے!

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیه‌السلام: أَ فَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِی؟! وَهَلْ يَعْدُو بِكُمُ الْخَطْبُ إِنْ تَقْتُلُونِی؟! وَ سَأَقُولُ كَمَا قَالَ أَخُو الاوْسِ لابْنِ عَمِّهِ وَهُوَ يُرِيدُنُصْرَه رَسُولِ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ؛ فَخَوَّفَهُ ابْنُ عَمِّهِ وَقَالَ: أَيْنَ تَذْهَبُ؟ فَإِنَّکَ مَقْتُولٌ.

فَقَالَ:

سَأَمْضِي وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتَى
إِذَا مَا نَوَى حَقًّا وَ جَاهَدَ مُسْلِمَا
وَ وَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِينَ بِنَفْسِهِ
وَ فَارَقَ مَثْبُورًا وَ خَالَفَ مُجْرِمَا
فَإِنْ عِشْتُ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ مِتُّ لَمْ أُلَمْ
كَفَى بِكَ ذُلاًّ أَنْ تَعِيشَ وَتُرْغَمَا[۲۶]

حضرت نے حر کے جواب میں فرمایا: کیا مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ اور کیا مجھے قتل کرنے سے تمہاری مشکل حل ہو جائے گی؟![۲۷]

---

[۲۶]۔ ارشاد، مفید، ص ۲۴۳۔ اعلام الوری، ص ۲۳۰۔ نفس المہموم، ص ۱۱۶۔

[۲۷]۔ بہتر ہے کہ اس طرح ترجمہ کیا جائے کہ "کیا اگر تم مجھ کو قتل کر دوگے، تو اس کے نامناسب انجام سے رہا ہو جاؤ گے؟"۔

ہم نے طبع اول میں عبارت "وَهَلْ يَعْدُو بِكُمُ الْخَطْبُ إِنْ تَقْتُلُونِي ؟!" کا ترجمہ اس طرح کیا تھا "کیا تم اگر مجھ کو قتل کر دوگے تو موت تم کو چھوڑ دے گی"۔ اور طبع دوم میں یہی ترجمہ کیا ہے "کیا مجھے قتل کرنے سے تمہاری مشکل حل ہو جائے گی"۔ لیکن اب دیکھا کہ اگر اس طرح ترجمہ کیا جائے کہ "کیا اگر تم مجھ کو قتل کر دوگے، تو اس کے نامناسب انجام سے رہا ہو جاؤ گے؟"۔ تو بہتر و سلیس ہے اس لیے کہ خطب کا استعمال معمولا نامناسب و ناگوار چیز کے لیے ہوتا ہے، وعد یعدو کے معنی تجاوز کرنے کے ہیں۔ اور اس کے معنی لازم کے ہیں، یہاں پر کہا جائے کہ باء کلمہ بکم میں متعدی ہونے کے لیے ہے، تو اس صورت میں معانی یہ ہوں گے " "کیا اگر تم مجھ کو قتل کر دوگے، تو اس کے نامناسب

میں وہی بات کہتا ہوں کہ جو ہمارے بھائی اوسی نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہی تھی کہ جب وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لیے جانا چاہتا تھا؛ اس کا چچازاد بھائی اس کو ڈرارہا تھا اور کہتا تھا کہاں جارہے ہو تم حتما قتل کر دیئے جاؤگے؟ اس نے اس کے جواب میں کہا: میں حتما جاؤں گا اور جوانمرد کو موت سے کوئی ننگ و عار نہیں ہے؛ اس لیے کہ اگر اس کا کام حق کے لیے ہے اور تسلیم و رضا کی خاطر جہاد و جنگ کر رہا ہے۔ اور اپنی جان و نفس کو اللہ کی راہ میں دینے کو اس کے نیک بندوں اور صالحین کے برابر شمار کرے اور معلون و مطرود انسانوں سے جدا ہو جائے، اور مجرم و گناہگار راہزنوں کی مخالفت کرے۔ پس اگر میں زندہ رہوں تو بھی کوئی شرمندگی نہیں ہے؛ اور اگر مر جاؤں تو لوگ میری ملامت نہیں کریں گے، اور یہ ذلت وخواری تیرے لیے ہے کہ زندہ رہے اور ظلم و تجاوز کو برداشت کرتا رہے ہو اور اپنے حق سے دفاع نہ کرسکے!

اور شاید وہ مبارک کلمات کہ جن کو علامہ معاصر توفیق ابوعلم نے اپنی کتاب بنام "اہل بیت" میں نقل کیا ہے، حضرت سیدالشہداء نے حر کو اسی مقام پر یہ جواب دیا ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا:

انجام سے رہا ہو جاؤ گے؟"۔ یا نہیں بلکہ اس ناگوار انجام اور نامناسب و مکروہ نتائج میں گرفتار ہو جاؤگے اور اس سے نکل نہیں سکتے یعنی اس کے نتائج تمہارے دامنگیر ہو جائیں گے۔

لَیْسَ شَأْنِی شَأْنَ مَنْ یَخَافُ الْمَوْتَ. مَا أَهْوَنَ الْمَوْتَ عَلَی سَبِیلِ نَیْلِ الْعِزِّ وَإحْیَاءِ الْحَقِّ. لَیْسَ الْمَوْتُ فِی سَبِیلِ الْعِزِّ إلَّا حَیَوه خَالِدَه؛ وَلَیْسَتِ الْحَیَوه مَعَ الذُّلِّ إلَّا الْمَوْتَ الَّذِی لَا حَیَوه مَعَهُ.أَفَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِی؟! هَیْهَاتَ؛ طَاشَ سَهْمُکَ، وَخَابَ ظَنُّکَ! لَسْتُ أَخَافُ الْمَوْتَ.

إنَّ نَفْسِی لَاکْبَرُ مِنْ ذَلِکَ، وَهِمَّتِی لَاعْلَی مِنْ أَنْ أَحْمِلَ الضَّیْمَ خَوْفًا مِنَ الْمَوتِ؛ وَهَلْ تَقْدِرُونَ عَلَی أَکْثَرَ مِنْ قَتْلِی؟! مَرْحَبًا بِالْقَتْلِ فِی سَبِیلِ اللَهِ! وَلَکِنَّکُمْ لَاتَقْدِرُونَ عَلَی هَدْمِ مَجْدِی وَمَحْوِ عِزَّتِی وَشَرَفِی؛ فَإذاً لَا أُبَالِی مِنَ الْقَتْلِ.[۲۸]

" میری حیثیت کسی ایسے شخص کی نہیں ہے کہ جو موت سے ڈرے! عزت کو حاصل کرنے اور حق کو احیاء کرنے میں موت کس قدر آسان و آرام دہ ہے۔ عزت کی راہ میں موت، ایک ابدی و جاویدانی زندگی ہے؛ اور ذلت کے ساتھ زندگی ایسی موت ہے کی کہ جس میں کوئی بقاء نہیں ہے۔

[۲۸] ۔توفیق ابو علم، کتاب اهل البیت، ص۴۴۸۔ بر بناء نقل ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۶۰۱۔

کیا مجھ کو موت سے ڈراتے ہو؟! وہ ہم سے بہت دور ہے؛ تیرا یہ تیر بھی خطا کر گیا! اور تیرا گمان بے سود اور بے کار ہو گیا! میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جو موت سے ڈرے! میرا نفس اس سے کہیں بلند و بالا ہے، اور میری ہمت اس سے کہیں عالی ہے کہ موت کے خوف سے ظلم و ستم کے بوجھ کو اپنے کاندھوں پر اٹھاؤں؛ تم پر وائے ہو کہ کیا تم میرے قتل کرنے پر زیادہ قدرت رکھتے ہو!

راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مبارک ہو! لیکن تم میرے مٹانے اور محو و نابود کرنے اور میری عزت و شرف کو نیست و نابود کرنے کی طاقت و توانائی نہیں رکھتے! لہٰذا میں اس صورت میں اپنے قتل ہونے کے بارے میں کوئی فکر مند نہیں ہوں۔"

اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا ہی یہ ارشاد گرامی ہے:

مَوْتٌ فِی عِزٍّ خَیْرٌ مِنْ حَیَوۃٍ فِی ذُلٍّ. [29]

" عزت کی راہ میں موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے"

اور یہ وہی ہیں کہ جو جنگ کرتے وقت اور دشمن کے لشکر پر حملہ کرتے وقت یہ رجز پڑھتے اور فرماتے تھے:

---

[29] ۔کتاب اهل البیت ص ۴۴۸، بنابر نقل ملحقات احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۰۱۔

الْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْعَارِ

وَالْعَارُ أَوْلَى مِنْ دُخُولِ النَّارِ [۳۰]

" موت، ننگ و عار اور ذلت کی زندگی سے بہتر ہے اور ننگ و عار جہنم میں جانے سے بہتر ہے" [۳۱]

مقام بیضاء میں حضرت کا خطبہ اپنے قیام کی علت، اپنے فضائل اور اہل کوفہ کی خصلتوں کے بیان میں

طبری سے نقل ہے کہ ابو مخنف نے عقبہ بن ابی العیزار سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام بیضاء میں اپنے اصحاب اور حر کے لشکر کو مخاطب کیا اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

---

[۳۰] ۔ نفس المہموم، ص۲۱۹۔ بحار الانوار، ج۷۸، ص۱۲۸ میں اعلام الدین سے نقل ہے، ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۶۳۴ میں البیان والتبیین، ج۳، ص۲۵۵ اور اهل البیت، ص۴۴۸ سے منقول ہے۔ کشف الغمہ، ص۱۸۵۔

[۳۱] ۔ یعنی جس چیز کا مجھ کو حکم دے رہے ہو کہ میں یزید و ابن زیاد کی بیعت کرلوں یہ میرے لیے ننگ و عار ہے اور میرے لیے ننگ و عار کا مرتکب ہونے سے بہتر موت ہے۔ اور یہ کہ تم جنگ سے ہاتھ اٹھانے کو ننگ و عار سمجھ رہے ہو یہ غلط ہے، اس لیے کہ اس کو ننگ و عار کا مرتکب ہونا بہتر ہے جہنم میں داخل ہونے سے۔ اور حضرت کا یہ جملہ عمر کے کلام کے مقابلے میں ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین نے اس سے کہا کہ جب وہ مرنے والا تھا: میری خلافت کے غصب کرنے کا اعتراف کرلے، تو اس نے کہا یہ اعتراف میرے لیے ننگ و عار ہے: النار ولا العار میں راضی ہوں کہ جہنم میں چلا جاؤں لیکن اس طرح کا اعتراف نہیں کروں گا چون کہ یہ میرے لیے ننگ و عار ہے۔

فَحَمِدَ اللَهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ رَسُولَ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ قَالَ: مَنْ رَأَى سُلْطَانـًا جَآئِرًا مُسْتَحِلاًّ لِحُرُمِ اللَهِ، نَاكِثـًا لِعَهْدِ اللَهِ، مُخَالِفـًا لِسُنَّه رَسُولِ اللَهِ صَلَّى اللَهُ عَلَيْهِ وَءَالِهِ؛ يَعْمَلُ فِى عِبَادِ اللَهِ بِالإثْمِ وَالْعُدْوَانِ؛ فَلَمْ يُعَيِّرْ يُغَيِّرْ عَلَيْهِ بِفِعْلٍ وَلَا قَوْلٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَهِ أَنْ يُدْخِلَهُ مَدْخَلَهُ.

أَلَا وَإنَّ هَؤُلآءِ قَدْ لَزِمُوا طَاعَه الشَّيْطَانِ، وَتَرَكُوا طَاعَه الرَّحْمَنِ، وَأَظْهَرُوا الْفَسَادَ، وَعَطَّلُوا الْحُدُودَ؛ وَاسْتَأْثَرُوا بِالْفَيْءِ؛ وَأَحَلُّوا حَرَامَ اللَهِ، وَحَرَّمُوا حَلَالَهُ؛ وَأَنَا أَحَقُّ مِنْ غَيْرٍ مَنْ غَيَّرَ ـ مَنْ عَيَّرَ.

وَقَدْ أَتَتْنِى كُتُبُكُمْ، وَقَدِمَتْ عَلَيَّ رُسُلُكُمْ بِبَيْعَتِكُمْ أَنَّكُمْ لَا تُسَلِّمُونِى وَلَا تَخْذُلُونِى؛ فَإنْ تَمَمْتُمْ عَلَى بَيْعَتِكُمْ تُصِيبُوا رُشْدَكُمْ.

فَأَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ، وَابْنُ فَاطِمَه بِنْتِ رَسُولِ اللَهِ صَلَّی اللَهُ عَلَیْهِ وَءَالِهِ؛ نَفْسِی مَعَ أَنْفُسِکُمْ، وَأَهْلِی مَعَ أَهْلِیکُمْ؛ فَلَکُمْ فِیَّ أُسْوَه.

وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَنَقَضْتُمْ عَهْدَکُمْ، وَخَلَعْتُمْ بَیْعَتِی مِنْ أَعْنَاقِکُمْ؛ فَلَعَمْرِی مَا هِیَ لَکُمْ بِنُکرٍ؛ لَقَدْ فَعَلْتُمُوهَا بِأَبِی وَأَخِی وَابْنِ عَمِّی مُسْلِمٍ.

فَالْمَغْرُورُ مَنِ اغْتَرَّ بِکُمْ. فَحَظَّکُمْ أَخْطَأْتُمْ، وَنَصِیبَکُمْ ضَیَّعْتُمْ؛ وَمَنْ نَکَثَ فَإِنَّمَا یَنْکُثُ عَلَی نَفْسِهِ. وَسَیُغْنِی اللَهُ عَنْکُمْ. وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَه اللَهِ وَبَرَکَاتُهُ.[۳۲]

"حضرت حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور پھر فرمایا:

اے لوگو! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی کسی ظالم بادشاہ کو دیکھے کہ حرام الٰہی کو حلال کر رہا ہے اور عہد الٰہی

۳۲۔ تاریخ طبری، ج۴، ۳۰۴۔ نفس المهموم، ص۱۱۵۔ ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۶۰۹۔ ابن کثیر، کامل فی التاریخ، ج۳، ص۲۸۰۔

اس خطبہ کو حضرت نے کربلا میں وارد ہوتے وقت بطور خط اہل کوفہ کے لیے تحریر فرمایا۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار، ج۱۰، ص۱۸۸ و ۱۸۹ میں سید ابن طاؤس سے نقل کیا ہے اور طبری و مجلسی کے نسخوں میں فلم یغیر، غین نقطہ دار سے مذکور ہے۔

کو توڑ رہا ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کر رہا ہے اور خداوند عالم کے بندوں کے درمیان بد عملی، گناہ اور ظلم و ستم کو رائج کر رہا ہے، اور وہ دیکھنے والا شخص خاموش دیکھتا رہے اور اپنی گفتار سے اور اپنے عمل سے اس کی سرزنش نہ کرے اور اس کی عیب گوئی و مقام انکار میں نہ اٹھے؛ تو خداند عالم پر واجب ہے کہ اس کو بھی وہیں لے جائے کہ جہاں وہ جابر وظالم بادشاہ کو لے کر جائے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! یہ ستمگر لوگ اور بنی امیہ کے ظالم و جابر حکام ہمیشہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں، اورانہوں نے خداوند عالم کی اطاعت کو خیرآباد کہہ دیا ہے، اور برائیوں اور فساد کو علنی کر دیا ہے، حدود الہی کو ختم کر دیا، اور غنائم و فیئے کو کہ جو تمام مسلمانوں کا حق ہے اپنے لیے مخصوص کرلیاہے، اور حرام الہی کو حلال کر دیا؛ اور حلال الہی کو حرام کر دیا ہے۔

میں دوسروں کی بنسبت اس کام کا زیادہ مستحق ہوں کہ امر و نہی کروں اور مسلمانوں کے امور کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لوں تاکہ احکام الہی اور سنت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا جاسکے۔

تم لوگوں کے خطوط مجھے موصول ہوئے! اور تمہارے بھیجے ہوئے افراد مجھ تک پہنچے کہ تم سب لوگوں نے اس بات پر میری بیعت کی کہ مجھے

دشمن کے حوالے نہ کروگے، اور مجھ تنہا و بے یار و مددگار نہ چھوڑوگے !اب اگراس وقت اپنی بیعت پر باقی ہو تو یہی راہ حق و صواب ہے !

میں حسین بن علی، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا فرزند ہوں۔ میری جان و نفس لوگوں کی جان و نفس میں سے ہے اور میرے اہل بیت تمہارے اہل بیت کے ساتھ ہیں (زندگی میں تعین و تشخص کے لحاظ سے میری زندگی باقی لوگوں سے کوئی فرق نہیں ہے اور اپنے لیے کسی جاہ و مقام کو مخصوص نہیں کرتا ہوں ! میں اور میری اہل و عیال بھی تمہارے اور تمہاری اہل و عیال کی طرح ہیں)

لیکن میں تمہارے لیے نمونہ اور اسوہ ہوں (کہ تم میری پیروی کرو اور مجھ کو اپنا امام و پیشوا جانو ! اور فضول خرچی واسراف اور متجملانہ زندگی سے دور رہنے اور غنیمت و فیئ میں دخل وتصرف نہ کرنے میں میری اتباع کرو)

اور اگر اس کام کو نہیں کروگے، اور اپنے عہد و پیمان کو توڑوگے، اور میری بیعت سے ہاتھ اٹھالوگے؛ میری جان کی قسم یہ کام تمہارے لیے کوئی جدید و تازہ نہیں ہے ! تم لوگوں نے میرے والد گرامی میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی یہی کیا ہے !

پس دھوکا کھانے والا شخص وہ ہے کہ جو تمہاری رفتار اور چال چلن سے دھوکا کھاجائے! چون کہ تم لوگوں نے اپنے نصیب کو ضایع کردیا اور اپنی قسمت کو برباد و تباہ کردیا اور اپنی تقدیر کو مٹادیا ہے!

اور جان لو کہ: جو شخص بھی عہد و پیمان کو توڑتا ہے اور اس عہد شکنی کا عکس العمل اور عاقبت اسی کے ذمہ ہے۔

البتہ خدوندعالم بہت جلدی تم لوگوں سے بے نیاز ہوجائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃاللہ"

اور جب حضرت سیدالشہداء کربلا کی سرزمین میں وارد ہوئے، دوات و قلم طلب فرمایا اور اسی خطبہ کی طرح کہ جو بیان ہوچکا ہے، کوفہ کے بزرگان و اشراف کے لیے کہ جو آپ کے خیال میں آپ کے حامی و طرفدار تھے تحریر فرمایا۔[۳۳] اور اس خط کے آخر میں اپنی مہر مبارک لگائی، خط کو بند کیا اور قیس بن مسہر صیداوی کو دیا کہ وہ کوفہ والوں تک پہنچادے۔

---

[۳۳]۔ مقتل خوارزمی، ج۱، ص ۲۳۴۔ ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص ۶۰۳۔ بنقل از مقتل خوارزمی۔

حضرت کا شب عاشور اپنے اصحاب کے درمیان ان سے اپنی بیعت کو اٹھاتے ہوئے خطبہ

حضرت سیدالشہداء علیہ السلام نے نو محرم کو غروب آفتاب کے قریب اپنے اصحاب کو جمع فرمایا۔ حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین کا بیان ہے کہ میں حضرت کے قریب گیا تاکہ دیکھوں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؛ میں اس وقت مریض تھا تو میں نے سنا کہ حضرت اپنے اصحاب سے اس طرح فرمارہے تھے:

أُثنِی عَلَی اللهِ أَحْسَنَ الثَّنَآءِ. وَأَحْمَدُهُ عَلَی السَّرَّآءِ والضَّرَّآءِ.اللَهُمَّ إِنِّی أَحْمَدُکَ عَلَی أَنْ أَکْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّه، وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْءَانَ؛ وَفَقَّهْتَنَا فِی الدِّینِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّی لَا أَعْلَمُ أَصْحَابـًا أَوْفَی وَلَا خَیْرًا مِنْ أَصْحَابِی، وَلَاأَهْلَ بَیْتٍ أَبَرَّ وَلَا أَوْصَلَ مِنْ أَهْلِ بَیْتِی؛ فَجَزَاکُمُ اللَهُ عَنِّی خَیْرَ الْجَزَآءِ.

أَلَا وَإِنِّی قَدْ أَذِنْتُ لَکُمْ، فَانْطَلِقُوا جَمِیعًا فِی حِلٍّ؛ لَیْسَ عَلَیْکُمْ مِنِّی ذِمَامٌ. هَذَا اللَیْلُ قَدْ غَشِیَکُمْ فَاتَّخِذُوهُ جَمَلاً. [۳۴]

" میں خداوند عالم کی بہترین ستائش کے ساتھ ثناء بجالاتا ہوں، اور گرفتاری و آسائش دونوں حالتوں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔

پروردگارا! میں تیری حمد و ستائش کہ جو اس کا حق ہے بجالاتا ہوں اور شکر گذار ہوں کہ ہم کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا! اور قرآن کریم کی خود تو نے ہم کو تعلیم دی! اور اپنے دین میں ہم کو فقیہ و صاحب علم قرار دیا!

اما بعد، میں نے یقینا اپنے اصحاب سے بہتر اور وفادار تر اور اپنے اہل بیت سے زیادہ نیک صلہ رحم کرنے والے نہیں دیکھے؛ پس خداوند عالم تم کو میری جانب سے بہترین جزاء اور صلہ عطا فرمائے!

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے تمہارے جانے کے لیے تم کو اجازت دے دی ہے؛ پس تم سب لوگ جاسکتے ہو میں نے تم پر سے اپنی بیعت کو اٹھالیا ہے اور تمہارے اوپر کوئی میرا حق نہیں ہے۔

[۳۴]-ارشاد مفید، ص۲۵۰۔ اعلام الوری، ص۲۳۴۔ نفس المہموم، ص۱۳۷۔ مقتل مقرم، ص۲۳۳۔ طبری، ج۶، ص۲۳۸ و ۲۳۹۔ کامل ابن اثیر، ج۴، ص۲۴۔ ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۶۱۱۔ بنقل از کامل ابن اثیر و طبری۔ مقتل خوارزمی، ج۱، ص۲۴۶۔ ینابیع المودۃ، قندوزی، ص۲۳۹۔

اب رات آرہی ہے اور اس کی تاریکی سے استفادہ کرتے ہوئے؛ اپنے اونٹوں اور سواریوں کو لو اور یہاں سے متفرق ہو جاؤ"۔

بھائی، بیٹے، بھتیجے، عبداللہ بن جعفر کے بیٹے اور مسلم بن عوسجہ، و زہیر بن قین اور دوسرے لوگ کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے معذرت خواہی کی صورت میں عرض کی کہ: ہم آپ کے بغیر باقی نہ رہیں! اور خداوند عالم ہم کو آپ کے بعد زندہ نہ رکھے! ہم کبھی بھی اس طرح کا کام نہیں کر سکتے؛ بلکہ ہماری آرزو یہ ہے کہ اگر ہم کئی جانیں بھی رکھتے ہوتے تو بھی سب کو آپ پر قربان اور آپ کی راہ میں فدا کر دیتے!

صبح عاشور میں حضرت کی دعا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے:

لَمَّا صَبَّحَتِ الْخَيْلُ الْحُسَيْنَ عليه‌السلام، رَفَعَ يَدَيْهِ وَ قَالَ: اللَهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِی فِی كُلِّ كَرْبٍ، وَأَنْتَ رَجَآئِی فِی كُلِّ شِدَّه، وَأَنْتَ لِی فِی كُلِّ أَمْرٍ نَزَلَ بِی ثِقَه وَعُدَّه. كَمْ مِنْ هَمٍّ يَضْعُفُ فِيهِ الْفُؤَادُ، وَتَقِلُّ فِيهِ الْحِيلَه، وَيَخْذُلُ فِيهِ الصَّدِيقُ، وَيَشْمُتُ فِيهِ الْعَدُوُّ؛ أَنْزَلْتُهُ بِكَ، وَشَكَوْتُهُ إِلَيْكَ، رَغْبَه مِنِّی

إِلَیْکَ عَمَّنْ سِوَاکَ؛ فَفَرَّجْتَهُ عَنِّی، وَکَشَفْتَهُ، وَکَفَیْتَهُ. فَأَنْتَ وَلِیُّ کُلِّ نِعْمَه، وَصَاحِبُ کُلِّ حَسَنَه، وَمُنْتَهَی کُلِّ رَغْبَه.[۳۵]

---

[۳۵]-ارشاد مفید، ص ۲۵۳۔ نفس المهموم، ص ۱۴۴۔ ملحقات احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۱۳۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۳۲۱۔ ابن کثیر، البدایہ و النهایه، ج ۸، ص ۱۹۹۔ مقتل مقرم، ص ۲۵۳۔ کامل ابن اثیر، ج ۴ ص ۲۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۳۳۳۔ کفعمی نے مصباح میں ذکر کیا ہے کہ اس دعا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے روز قرائت فرمایا۔امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۳۳ میں اپنے اسناد کے ساتھ ریان بن صلت سے روایت کی کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے سنا حضرت امام علی رضا علیہ السلام ان کلمات سے خدا کی بارگاہ میں دعا گو تھے میں نے بھی ان کلمات کو حفظ کیا اور مجھ پر جب بھی کوئی مشکل یا گرفتاری پیش آتی تو انہیں کلمات کے ذریعہ دعا کرتا فورا مستجاب ہوتی پھر اس نے اسی دعا کو ذکر کیا ہے اور اس کے آخر میں ان کلمات کا اضافہ کیا ہے: فلک الحمد کثیرا، و لک المن فاضلا، بنعمتک تتم الصالحات، یا معروفا بالمعروف معروف، یا من هو بالمعروف موصوف، انلنی من معروفک معروفا تعننی به عن معروف من سواک برحمتک یا ارحم الراحمین-

اس دعا کو "ولک المن فاضلا "تک کچھ اختلاف کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محدث قمی نے کتاب الباقیات والصالحات، ص ۳۸۱ میں کہ جو مفاتیح الجنان کے حاشیہ پر موجود ہے ذکر کیا ہے۔ یہیں تک سید ابن طاؤس نے مہج الدعوات، ص ۹۷ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو آپ نے روز بدر قرائت فرمائی تھی۔اور یہیں تک مہج الدعوات، ص ۲۶۹ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آخر تک ص ۲۷۰ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کی ہے۔

" جب روز عاشور صبح سویرے لشکر؛ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تب آپ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا:

پروردگارا! تمام غم و غصہ اور رنج والم میں تجھ پر ہی بھروسہ اور توکل کرتا ہوں! اور ہر پریشانی و شدت میں تو ہی میری امید کا مرکز ہے! اور ہر حادثہ کہ جو مجھ پر وارد ہوتا ہے اور ہر مصیبت کہ جو مجھ پر نازل ہوتی ہے تو ہی میرے اطمینان و سکون کا محور ہے!

کس قدر ہم و غم ایسے رہے کہ جن میں دل ناتواں ہوگیا، اور ان کو برطرف کرنے کے لیے کوئی چارہ نظر نہیں آیا، دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا، اور دشمنوں نے ملامت اور طعنے دینے شروع کردیے تو ان تمام حوادث اور ہم و غم کے بوجھ کو تجھ پر ڈال دیا، اور ان سب کا تجھ سے شکوہ کیا، اس لیے کہ میں صرف تیری طرف مائل ہوں اور تیرے علاوہ کسی کی طرف کوئی رغبت و تمایل نہیں رکھتا، پس خداوندعالم تونے ہی ان سب کو برطرف کیا! اور میرے تمام امور کو سنبھالا!

لہٰذا اے میرے پروردگار! تو ہی تمام نعمتوں کا ولی! اور ہر نیکی کا مالک اور تمام رغبتوں اور تمایلات کی انتہا ہے"۔

صبح عاشور حضرت کا خطبہ اور کوفیوں پر اتمام حجت

اس وقت حضرت نے اپنی سواری کو طلب فرمایا اور سوار ہوئے اور بلند آواز سے اس طرح کہ سب سن رہے تھے، خطبہ ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا قَوْلِی، وَلَا تَعْجَلُوا حَتَّى أَعِظَكُمْ بِمَا يَحِقُّ عَلَیَّ لَكُمْ؛ وَحَتَّى أُعْذِرَ إِلَيْكُمْ! فَإِنْ أَعْطَيْتُمُونِی النِّصْفَ كُنْتُمْ بِذَلِکَ أَسْعَدَ! وَإِنْ لَمْتُعْطُونِی النِّصْفَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَأَجْمِعُوا رَأْيَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّه ثُمَّ اقْضُوا إِلَیَّ وَلَا تُنظِرُونِ! إِنَّ وَلِـــِّـیَ اللهُ الَّذِی نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ.

" اے لوگو! میری گفتگو کو سنو! اور جلدی نہ کرو تاکہ جو تمہارا مجھ پر حق ہے؛ تم کو نصیحت و موعظہ کرنے کا وہ انجام دے سکوں، اور مکہ سے تمہاری طرف آنے کے سبب کو بیان کردوں!

پس اگر تمہارے پاس انصاف ہے تو میری بات کو سمجھو گے اور یقینا خوشبخت رہو گے! اور اس طرح مجھ سے تمہاری جنگ و قتال کا راستہ بند ہو جائے گا!

اور اگر میری بات نہ مانی اور میری دلیلیں تمہارے لیے ناکافی رہیں، تو اس وقت اپنی اور اپنے ساتھیوں کی نظر کو ترجیح دینا تاکہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی بات مخفی نہ رہے؛اور پھر بغیر کسی مہلت کے مجھ پر حملہ کر دینااور میرا کام تمام کرکے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا۔

یہ جان لو کہ میرا ولی و صاحب اختیار خداوند عالم ہے کہ جس نے قرآن کریم کو نازل فرمایا؛ اور وہی نیک لوگوں کے امور کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے"۔

پھر آپ حمد و ثنائے الٰہی بجالائے، اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا، آج تک کوئی ایسا خطیب نہیں دیکھا نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کہ جس کے خطبہ میں اس قدر فصاحت و بلاغت ہو، اور اس قدر فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ہو۔

اس کے بعد فرمایا: پہلے میرے حسب و نسب کو ذہن میں رکھو! اور دیکھو کہ میں کون ہوں؟ اور پھر اپنی فکر کے بارے میں سوچو اور اس کی سرزنش وتنبیہ کرو! دیکھو کہ کیا میرا قتل کرنا تمہارے لیے مناسب ہے؟! اور کیا میری حرمت شکنی تمہارے لیے جائز ہے؟!

کیا میں تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا میں رسول خدا کے وصی اور ان کے چچازاد بھائی اور وہ کہ جو سب سے پہلا مومن اور سب

سے پہلا رسول خدا کی ہر اس چیز پر تصدیق کرنے والا ہے کہ جو خداوند عالم کی جانب سے نازل ہوئی ہے، اس کا بیٹا نہیں ہوں؟

کیا حمزہ سید الشہداء میرے والد کے چچا نہیں ہیں؟ کیا جعفر کہ جن کو دو پر دیے گئے کہ جن سے وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں میرے چچا نہیں ہیں؟

کیا تمھیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ رسول خدا نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

هَذَانِ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّه.

"یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں"۔

پس اگر اس بات میں میری تصدیق و تائید کرتے ہو تو جان لو کہ میں سچ کہہ رہا ہوں؛ اور خدا کی قسم جب سے میں نے یہ جانا ہے کہ خداوند عالم جھوٹوں کا دشمن ہے میری زبان پر کبھی جھوٹ نہیں آیا ہے (میرے قتل کرنے سے پرہیز کرو)

اور اگر میری گفتگو پر یقین نہیں رکھتے اور اس کلام کو جھٹلاتے ہو، تو کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے کہ جو تمھیں بتائے، ورنہ جابر ابن عبداللہ انصاری، ابو سعید خدری، سہل بن سعد ساعدی، زید بن ارقم اور انس بن مالک سے معلوم کرو! وہ آپ لوگوں کو بتائیں گے:

کہ رسول خدا نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں اس طرح فرمایا ہے تو کیا یہ بات میرا خون بہانے کا مانع نہیں ہوتی؟

شمر نے کہا: جو شخص آپ کی گفتار کو سمجھے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے خدا کی ایک طرف سے عبادت کی ہے!

حبیب ابن مظاہر نے شمر کی بات کا جواب دیا: خدا کی قسم میں جانتاہوں کہ تو خدا کی ستر طرف (شک و شبہ) سے عبادت کرتا ہے! خداوندعالم نے تیرے دل پر مہر لگادی ہے (تیرے پاس سوچنے سمجھنے کی طاقت نہیں ہے)

حضرت سیدالشہداء علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس سلسلہ میں شک کرتے ہو کہ میں تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا فرزند ہوں؟!

خدا کی قسم پوری دنیا مشرق و مغرب میں میرے علاوہ تمہارے درمیان اور نہ تمہارے علاوہ کہیں اور کوئی بھی تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا فرزند نہیں ہے۔

تم پر وائے ہو! کیا میں نے تمہارے کسی شخص کو قتل کیا ہے؟ کہ جس کے قصاص و بدلہ مجھ سے لے رہے ہو؟ یا تم میں سے کسی کے مال کو غصب کیا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے کہ جس کی تلافی کے لیے جمع ہوئے ہو؟

کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا!

حضرت نے با آواز بلند فرمایا: اے شبث بن ربعی اور اے حجار بن ابجر ! اور اے قیس بن اشعث اور اے یزید بن حارث ! کیا تم لوگوں نے مجھے خط تحریر نہیں کیے: کہ درختوں کے پھل پک چکے ہیں ! اور زمین سرسبز ہو چکی ہے ! اگر آپ ہماری طرف آئیں تو ہم اپنے لشکر کے ساتھ کاملا آمادہ آپ کی مدد اور آپ کے فرمان کے تحت حاضر ہیں ؟ !

قیس بن اشعث نے کہا: ہمیں نہیں معلوم آپ کیا کہہ رہے ہیں ! لیکن آپ اپنے چچازاد بھائی (یزید) کے حکم کو تسلیم کرلیں؛ وہ بھی آپ کے لیے وہی چاہیں گے کہ جو آپ کو پسند ہوگا !

فَقَالَ الْحُسَيْنُ عليه‌السلام: لَا وَاللَهِ! لَا أُعْطِيكُمْ بِيَدِى إِعْطَآءَ الذَّلِيلِ، وَ لَا أَقِرُّ لَكُمْ قَرَارَ الْعَبِيدِ.[۳۶]

۳۶- "ولااقرلکم قرار العبید" یعنی میں غلاموں کی طرح تمہاری بندگی کو برداشت نہیں کرسکتا، اور اپنے آپ کو تمہارے سامنے تسلیم نہیں کرسکتا۔ لہٰذا لفظ اقر اور لفظ قرار دونوں قاف سے ہیں۔ مرحوم مرزا محمد تقی سپہر نے ناسخ التواریخ، ج ۲، ص ۲۳۴، حالات سید الشہداء علیہ السلام میں ف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ولاافرلکم فرار العبید۔ اور اس طرح ترجمہ کیا ہے کہ میں تم سے غلاموں کی طرح فرار نہیں کروں گا۔ جب کہ یہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں لفظ لکم غلط ہے بلکہ اس کی جگہ پر منکم ہونا چاہیے تھا حالانکہ تمام مقاتل میں لفظ لکم ہی ذکر ہے لہٰذا بعض حضرات نے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے اقرار العبید باب افعال سے نقل کیا ہے یعنی میں غلاموں کی طرح تمہاری غلامی کا اقرار و اعتراف نہیں کروں گا۔

ثُمَّ نَادَى: يَا عِبَادَ اللَهِ! إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ؛ وَأَعُوذُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَايُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ-[37]

اور مرحوم سید عبدالرزاق مقرم نے مقتل، ص۲۵۶ میں لفظ لکم کو حذف کر دیا ہے اور ف کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے ولا افر فرار العبید، اور کہا ہے: ابن نما نے مثیر الاحزان، ص۲۶ میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ ف کے ساتھ بہتر ہے اور عام طور پر لوگ قاف کے ساتھ پڑھتے ہیں اس لیے کہ اگر قاف کے ساتھ پڑھا جائے تو وہی پہلے جملہ کے معانی ہوں گے کہ " لااعطیکم بیدی اعطاء الذلیل، میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ذلیل کی طرح نہیں دے سکتا۔ جب کہ ف کے ساتھ ایک جدید معانی پیدا ہوتے ہیں کہ میں فرار بھی نہیں کروں گا۔

اقول: چون کہ تمام مقاتل میں لفظ لکم مذکور ہے لہٰذا اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور ابن نما کی روایت پر اکتفاء نہیں کر سکتے۔ جب کہ اگر قاف کے ساتھ پڑھا جائے تو پہلے جملہ کی تکرار نہیں ہے بلکہ اس میں غلاموں کی حالت کی اپنے آپ سے نفی کرتے ہیں۔ بہر حال چون کہ مقاتل میں لکم ہے لہٰذا قاف کے ساتھ یہی معانی بہتر ہیں کہ جو ہم نے بیان کیے ہیں کہ میں غلاموں کی طرح تمہارے تابع نہیں ہو سکتا اور تمہارے ظلم و ستم کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

[37]۔اس خطبہ کو شیخ مفید نے ارشاد میں، ص۲۵۳ سے ۲۵۵ تک نقل کیا ہے اور محدث قمی نے نفس المہموم میں، ص ۱۴۴ سے ۱۴۶ تک ذکر کیا ہے اور خوارزمی نے مقتل ، ج۱، ص۲۵۳ میں سید عبدالرزاق مقرم نے مقتل میں، ص۲۵۴ سے ۲۵۷ تک طبری، ج۶، ص۲۴۲ سے اور مقتل محمد ابن ابی طالب و مثیر الاحزان، ابن نما، ص۲۶ سے نقل کیا ہے۔

" حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے اس وقت ارشاد فرمایا: نہیں؛ خدا کی قسم! ذلیلوں کے طرح اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں نہیں دے سکتا، اور غلاموں کی طرح تمہارے ظلم و ستم کے بوجھ اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھا سکتا!

پھر اس کے بعد فرمایا: اے خدا کے بندو! میں اپنے تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ پر سنگ باران کرو! اور میں پناہ چاہتا ہوں ہر متکبر سے کہ جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا"

حضرت کا کوفہ والوں کی مذمت میں روز عاشورا کا خطبہ، اہل کوفہ پر لعنت اور ذلت سے بیزاری

ابن طاؤوس اس عظیم خطبہ کو حضرت سید الشہداء سے روز عاشور کے خطبات میں سے ذکر کرتے ہیں کہ جس کا مضمون اس طرح ہے کہ:

شیخ طبرسی نے اعلام الوری، ص ۲۳۷ سے ۲۳۸ تک ملحقات احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۱۵ سے ۶۱۶ تک اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۷۸ میں اور ص ۶۲۱ سے ۶۲۲ تک شیبانی سے نقل کیا ہے اور ابن اثیر نے تاریخ کامل، ج ۳، ص ۲۸۷ میں ذکر کیا ہے۔

قالَ الرّاوی: وَرَکِبَ أصْحابُ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللّهُ، فَبَعَثَ الْحُسَیْنُ علیه‌السلام بُرَیْرَ بْنَ خُضَیْرٍ فَوَعَظَهُمْ فَلَمْ یَسْتَمِعوا، وَذَکَّرَهُمْ فَلَمْ یَنْتَفِعوا.

فَرَکِبَ الْحُسَیْنُ علیه‌السلام ناقَتَهُ ـ وَقیلَ فَرَسَهُ ـ فَاسْتَنْصَتَهُمْ فَأنْصَتوا. فَحَمِدَاللّهَ، وَ أثْنی عَلَیْهِ، وَذَکَرَهُ بِما هُوَ أهْلُهُ، وَ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ وَ عَلَیالْمَلَئِکَه وَالانْبِیآءِ وَالرُّسُلِ، وَأبْلَغَ فی الْمَقالِ؛ ثُمَّ قالَ:

تَبًّا لَکُمْ أیَّتُها الْجَماعَه وَتَرحــًا! حِینَ اسْتَصْرَخْتُمُونَا وَالِهِینَ، فَأصْرَخْنَاکُمْ مُوجِفِینَ؛ سَلَلْتُمْ عَلَیْنَا سَیْفًا لَنَا فِی أیْمَانِکُمْ! وَحَشَشْتُمْ عَلَیْنَا نارًا اقْتَدَحْنَاهَا عَلَی عَدُوِّنَا وَعَدُوِّکُمْ! فَأصْبَحْتُمْ إلْبــًا لاعْدَآئِکُمْ عَلَی أوْلِیَآئِکُمْ بِغَیْرِ عَدْلٍ أفْشَوْهُ فِیکُمْ، وَ لَا أمَلٍ أصْبَحَ لَکُمْ فِیهِمْ!

فَهَلَّا ـ لَکُمُ الْوَیْلَاتُ ـ تَرَکْتُمُونَا؛ وَ السَّیْفُ مَشِیمٌ، وَ الْجَأْشُ طَامِنٌ، وَ الرَّأْیُ لَمَّا یُسْتَحْصَفْ!؟ وَ لکِنْ أسْرَعْتُمْ إلَیْهَا کَطَیْرَه الدَّبی! وَتَدَاعَیْتُمْ إلَیْهَا کَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ!

فَسُحْقــاً لَکُمْ یَا عَبِیدَ الامَّه! وَشُذَّاذَ الاحْزَابِ! وَنَبَذَه الْکِتَابِ! وَمُحَرِّفِی الْکَلِمِ! وَ عُصْبَه الاثَامِ! وَنَفَثَه الشَّیْطَانِ! وَمُطْفِــی السُّنَنِ! أَهَؤُلآءِ تَعْضُدُونَ؟! وَعَنَّا تَتَخَاذَلُونَ؟!

أَجَلْ وَاللَهِ غَدْرٌ فِیکُمْ قَدِیمٌ! وَشَجَتْ إِلَیْهِ أُصُولُکُم! وَتَأَزَّرَتْ عَلَیْهِ فُرُوعُکُم! فَکُنْتُمْ أَخْبَثَ ثَمَرٍ شَجـاً لِلنَّاظِرِ! وَأُکْلَه لِلْغَاصِبِ!

أَلَا وَإِنَّ الدَّعِیَّ ابْنَ الدَّعِیِّ قَدْ رَکَزَ بَیْنَ اثْنَتَیْنِ: بَیْنَ السِّلَّه وَالذِّلَّه؛ وَهَیْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّه.

یَأْبَی اللَهُ ذَلِکَ لَنَا وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ، وَحُجُورٌ طَابَتْ وَطَهُرَتْ، وَأُنُوفٌ حَمِیَّه، وَنُفُوسٌ أَبِیَّه؛ مِنْ أَنْ نُؤْثِرَ طَاعَه اللِئَامِ عَلَی مَصَارِعِ الْکِرَامِ.

أَلَا وَإِنِّی زَاحِفٌ بِهَذِهِ الاسْرَه مَعَ قِلَّه الْعَدَدِ، وَخَذْلَه النَّاصِرِ. ثُمَّ أَوْصَلَ کَلَامَهُ بِأَبْیَاتِ فَرْوَه بْنِ مُسَیْکٍ الْمُرَادِیِّ:

فَإِنْ نَهْزِمْ فَهَزَّامُونَ قِدْمــاً
وَ إِنْ نُغْلَبْ فَغَیْرُ مُغَلَّبِینَا[1]

وَ مَا إنْ طِبُّنَا جُبْنٌ وَلَكِنْ
مَنَايَانَا وَ دَوْلَه ءَاخَرِينَا[۲]

إذَا مَا الْمَوْتُ رَفَّعَ عَنْ أُنَاسٍ
كَلَا كِلَهُ ، أَنَاخَ بِـاخَرِينَا[۳]

فَأَفْنَى ذَلِكُمْ سُرَوَآءَ قَوْمِى
كَمَا أَفْنَى الْقُرُونَ الاوَّلِينَا [۴]

فَلَوْ خَلَدَ الْمُلُوكُ إذًا خَلَدْنَا
وَ لَوْ بَقِىَ الْكِرَامُ إذًا بَقِينَا [۵]

فَقُلْ لِلشَّامِتِينَ بِنَا أَفِيقُوا
سَيَلْقَى الشَّامِتُونَ كَمَا لَقِينَا [۶]

ثُمَّ أَيْمُ اللهِ! لَا تَلْبَثُونَ بَعْدَهَا إلَّا كَرَيْثما يُرْكَبُ الْفَرَسُ، حَتَّى تَدُورَ بِكُمْ دَوْرَ الرَّحَى! وَتَقْلَقَ بِكُمْ قَلَقَ الْمِحْوَرِ! عَهْدٌ عَهِدَهُ إلَيَّ أَبِى عَنْ جَدِّى؛ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّه ثُمَّ اقْضُوا إلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ!

إِنِّی تَوَکَّلْتُ عَلَی اللهِ رَبِّی وَرَبِّکُم مَّا مِن دَآبَّه إِلَّا هُوَ ءَاخِذٌ بِنَاصِیَتِهَآ إِنَّ رَبِّی عَلَی' صِرَ'طٍ مُّسْتَقِیمٍ.

اللَهُمَّ احْبِسْ عَنْهُمْ قَطْرَ السَّمَآءِ! وَابْعَثْ عَلَیْهِمْ سِنِینَ کَسِنِی یُوسُفَ! وَسَلِّطْ عَلَیْهِمْ غُلَامَ ثَقِیفٍ، فَیَسُومَهُمْ کَأْساً مُصَبَّرَه! فإِنَّهُمْ کَذَّبُونَا وَخَذَلُونَا وَ أَنْتَ رَبُّنَا! عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا! وَإِلَیْکَ أَنَبْنَا! وَإِلَیْکَ الْمَصِیرُ! [۳۸]

« جب عمر بن سعد کا لشکر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے جنگ کے لیے آمادہ ہوا تب حضرت نے ان کو موعظہ و نصیحت کے لیے جناب بُرَیرَ بن خُضَیر کو بھیجا، بُریر نے جو کچھ بھی موعظہ و نصیحت کی اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور جو کچھ بھی متذکر و متنبہ کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تب حضرت امام حسین علیہ السلام خود ناقہ پر سوار ہوئے۔ اور

[۳۸]۔اس خطبہ کو لہوف میں، ص ۸۵ سے ۸۸ تک ذکر کیا گیا ہے۔ نفس المہموم میں، ص ۱۴۹ سے ۱۵۰ تک مذکور ہے۔ مقتل مقرم، ص ۲۶۲ سے ۲۶۴ میں ۔ مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۶ و ۷ میں۔ ملحقات احقاق الحق میں، ج ۱۱، ص ۶۲۴ سے ۶۲۵ تک بنقل از خوارزمی کچھ اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ ابن عساکر دمشقی نے اپنی تاریخ، ص ۳۳۳ میں کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کشف الغمہ، ص ۱۸۱۔ میں کچھ اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔ تحف العقول میں، ص ۲۴۰ سے ۲۴۲ تک حضرت کے اہل کوفہ کے نام خط کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور شیخ طبرسی نے احتجاج میں، ص ۲۴ سے ۲۵ تک مصعب بن عبداللہ سے آخری اشعار تک حضرت کی تمثیل کو ذکر کیا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور ان لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے کہا۔ جب وہ لوک خاموش ہوگئے، آپ حمد و ثنائے الٰہی بجالائے، اور جو کچھ حضرت حق تعالی کا مقام و عظمت تھی بیان فرمائی، اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرشتوں اور تمام انبیاء و مرسلین پر دورد و سلام بھیجا؛ اور خطبہ کو بیان فرمانے اور مطالب کو مخاطبین تک پہنچانے میں انتہائی و بحد اتم واکمل اہتمام کیا۔

پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم ہلاک و برباد ہو جاؤ! اور تم فقر وفلاکت اور نکبت واندوہ میں گرفتار ہو؛ کہ ہم کو جوش وجذبہ کے ساتھ اپنی فریاد رسی اور مدد کے لیے دعوت دی! ہم جیسے ہی جلدی سے تمہاری فریاد رسی اور مدد کے لیے پہنچے، تو پھر اسی تلوار کو کہ جو ہماری ہمراہی کے لیے تھی اور ہم نے تمہارے ہاتھوں میں دی تھی،، برہنہ کیا اور ہمارے سروں پر کھینچ لی! اور وہی آگ کہ جو ہم نے اپنے اور تمہارے دشمنوں کے لیے بھڑکائی تھی ہمارے اوپر ڈال دی! اور اپنے دوستوں اور چاہنے والوں کی سرکوبی کے لیے اپنے دشمنوں سے ہمدست و مل بیٹھے!

جب کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے ساتھ کوئی عدل وانصاف نہیں کرتے، اور تم کو بھی ان سے کسی خیر کی کوئی امید نہیں ہے۔

لہٰذا بلائیں اور بدنامیاں تمہارے دامنگیر ہوں! اس لیے کہ جب تک یہ تلواریں اپنے غلاف میں تھیں، تو دل سکون سے تھے اور جنگ و قتال

کے متعلق نظریات مستحکم نہیں ہوئے تھے؛ ہم کو آزاد نہیں چھوڑا تھا! بلکہ سیلاب کی طرح فتنہ میں بہتے ! اور پروانوں کی طرح فساد میں منڈلاتے چلے گئے!۔

پس ہلاک و نابودی ہو تم پر اے امت کے غلاموں ! اور اے جمعیت و حزب سے پھٹکارے ہوئے لوگو ! اور اے کتاب کو پس پشت ڈالنے والو ! اور اے کلمات پروردگار میں تحریف کرنے والو ! وائے ہو تم پر اے گناہگار بندو ! اور وائے ہو تم پر اے شیطان کے منہ سے نکلنے والی رالوں ! اور وائے ہو تم پر اے الہی سنتوں کو فراموش کرنے والو !

کیا تم ان لوگوں کی مدد اور نصرت کر رہے ہو اور ہم کو تنہا اور اکیلا چھوڑ رہے ہو ؟ !

جی ہاں ! خدا کی قسم یہ مکر و فریب تمہارے درمیان کوئی تازہ نہیں ہے اور ایسا نہیں کہ اس کی مثال تمہارے یہاں پہلے نہ ہو ! اس مکر و حیلہ پر تمہاری جڑیں و بنیادیں رکھی گئی ہیں ! اور تمہاری شاخیں اسی مکر و فریب سے پرورش پائی ہیں !

پس تم لوگ اس درخت کے پست ترین و پلید ترین پھل ہو کہ جو صاحب پھل کے گلے میں کانٹے کی طرح پھنس گئے ہوں ! اور غاصب و تجاوز کرنے والے کے حلقوم میں گوارا لقمہ کی طرح اترتے جا رہے ہوں !

آگاہ ہو جاؤ! کہ یہ بے باپ کا بیٹا، حرام زادے کا بیٹا حرام زادہ (عبید اللہ بن زیاد) مجھ کو دو راہوں کے درمیان ٹھہرا رہا ہے: یا تلوار سے جنگ کروں اور جام شہادت نوش کرلوں، یا ذلت و خواری کو قبول کرلوں؛ وَ هَيْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّه، ذلت و رسوائی ہم سے بہت دور ہے!

خداوند عالم ہمارے لیے ذلت و خواری کو پسند نہیں فرماتا، اور رسول خدا و مؤمنین بھی ہمارے لیے ذلت کو قبول نہیں کرتے اور وہ پاک و پاکیزہ دامن کہ جنہوں نے ہماری پرورش کی ہے اور وہ حمیت و وفادار سر، اور وہ محکم و استوار نفوس کہ جو کبھی بھی ظلم و تجاوز کے زیر بار نہیں گئے وہ ہمارے لیے یہ پسند نہیں کرتے کہ ہم لوگ پست ترین و بدترین افراد کی اطاعت کو اپنی کریمانہ و شرافتمندانہ شہادت پر ترجیح دیں!

آگاہ ہو جاؤ! کہ میں انہیں مختصر افراد کے ساتھ کہ جو میرے ہمراہ ہیں، اور یارو مددگار نہ ہونے کی صورت میں بھی جنگ کے لیے حاضر ہوں!

یہاں پر اپنی گفتگو و خطبہ کو فَروہ بُن مُسَیک مُرادی کے ابیات سے متصل فرمایا اور کچھ اشعار سے تشبیہ دیتے ہوئے اس طرح ارشاد فرمایا:

اگر ہم غالب آجائیں اور دشمن کو شکست دے دیں، یہ کام ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے؛ ہمیشہ ہی سے ہماری راہ و روش یہی رہی ہے۔

اور اگر ہم مغلوب ہو جائیں، تو بھی ہم مغلوب شدہ نہیں ہیں (اس لیے کہ ہماری نیت و ارادہ، اصلاح و تقوی ہے اور یہ معنی شکست پذیر نہیں ہے)

ہماری عادت اور طبیعت میں موت سے ڈر اور خوف نہیں ہے (اسی وجہ سے ہم جنگ پر نہیں آئے ہیں کہ ہم اپنی جان کو بہت زیادہ چاہتے ہیں، بلکہ چوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا دشمن ہم پر مسلط ہو، ہم اسی وجہ سے جنگ کے لیے آمادہ ہیں؛ چونکہ محال ہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں وہ کبھی بھی ہم پر غالب نہیں آسکتا) لیکن اس کی حکومت صرف ہماری موت ہی سے مربوط ہے۔

اگر موت اپنے ہاتھ کو کچھ لوگوں کے اوپر سے اٹھالے، تو یقینا دوسرے کچھ افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے؛ اور کبھی بھی انسان کو موت سے چھٹکارا و فرار نہیں ہے۔

یہی موت، ہماری قوم کے بزرگ و اشراف افراد کو کھاچکی ہے؛ جیسا کہ ان سے پہلے والے افراد، اقوام و طوائف کو نابود کر دیا تھا۔

اگر بادشاہ اور دنیا کے مقتدر افراد اس عالم میں جاویدانہ زندگی گذارتے ہوتے، تو ہم بھی کر سکتے تھے کہ ہمیشہ اس دنیا میں رہیں؛ اگر ہمارے بزرگ افراد زندہ رہ سکتے تو ہم بھی باقی رہ سکتے تھے لیکن کسی کے لیے بھی بقاء اور ہمیشہ کی زندگی نہیں ہے۔

پس ہماری برائی کرنے والوں سے کہو: بیدار ہو جاؤ اور ہوش میں آجاؤ! کہ وہ بھی بہت جلدی ہماری طرح موت کے منھ میں جانے والے ہیں!

ان اشعار سے تمثّل پیش کرنے کے بعد حضرت نے اپنے خطبہ کو اس طرح ادامہ دیا کہ:

خدا کی قسم میری شہادت کے بعد، تم جس طمع و لالچ سے دلبستہ ہو اس تک نہیں پہنچ سکتے! اور اس دنیا میں ایک گھوڑے کی سواری سے زیادہ آسودہ خاطر نہیں رہ پاؤگے کہ اچانک روزگار چکی کی طرح تمہارے گرد چکر لگائے گا اور اس چکی کا محور تمہیں اپنے درمیان لے کر تمہارا قلع و قمع کردے گا اور تمہیں تشویش واضطراب میں مبتلاء کردے گا!

یہ وہ عہد ہے کہ جو میرے والد گرامی نے مجھ سے کیا ہے۔ اب تم اپنی رائے اور اپنے ساتھیوں کی رائے کو دیکھو آپس میں بیٹھ کر فکر کرو اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرو اس طرح کہ کوئی بات تم سے پوشیدہ نہ رہ جائے! اور اپنے کردار پر شرمندہ نہ رہو اور غم واندوہ اور حسرت میں گرفتار نہ ہو جاؤ!

پھر اس غور و فکر کے بعد جلد بازی کے بغیر، مجھ پر حملہ آور ہونا اور بغیر کسی مہلت کے میرا کام تمام کردینا!

میں نے خداوند عالم پر توکل و بھروسہ کیا ہے، کہ میرا پروردگار تمہارا پروردگار بھی ہے۔ اس روئے زمین پر کوئی بھی مخلوق ایسی موجود نہیں ہے کہ اس کی تقدیر خداوند عالم کے ہاتھ میں نہ ہو؛ اور بیشک میرا پروردگار راہ حق و صحیح راستہ پر ہے۔

پروردگارا! اس قوم پر آسمان کی بارشوں کو روک لے! اور ان پر قحط اور بھوک کو مسلط کردے اور جناب یوسف کے زمانے کے قحط کی طرح ان کا مقدر قرار دے! اور اس ثقفی مرد کو ان کے اوپر حاکم قرار دے تاکہ وہ ان کو زہرالود جام پلائے! چونکہ ان لوگوں نے ہم کو جھٹلایا ہے اور ہماری طرف جھوٹ و کذب کی نسبت دی ہے، اور ہم کو اکیلاو تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑدیا ہے!

تو ہمارا پرورردگار! ہم نے تجھ پر توکل و بھروسہ کیا ہے! اور تیری طرف ہماری واپسی اور مراجعت ہے! اور تیری ہی طرف سب چیزوں کی بازگشت ہے۔»

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے عاشور کے دن رجزیہ اشعار اور اپنے فضائل کا تذکرہ

کتاب "کشف الغمہ" میں کتاب "الفتوح" سے نقل کیا گیا ہے کہ جب ابن زیاد کے لشکر نے آنحضرت کو اپنے محاصرے میں لے لیا اور پانی سے آپ کو منع کیا اور حضرت کے تمام اصحاب شہید ہوگئے، حضرت کے طفل صغیر کی طرف تیر آیا کہ جس سے وہ بھی شہید ہو گیا۔

تب حضرت نے اس بچہ کے خون سے اسی کو رنگین کیا، اور اپنی تلوار سے ایک گڑھا کھودا اور اس کو دفن کر دیا، پھر دشمن کے لشکر کے مقابل کھڑے ہوئے اور اس رجز کو پڑھا:

غَدَرَ الْقَوْمُ وَقِدْمـاً رَغِبُوا

عَنْ ثَوَابِ اللَهِ رَبِّ الثَّقَلَيْن

قَتَلُوا قِدْما[٣٩] عَلِيًّا وَابْنَهُ

حَسَنَ الْخَيْرِ كَرِيمَ الطَّرَفَيْن

حَسَدًا مِنْهُمْ وَقَالُوا أَجْمِعُوا

---

[٣٩]۔ آیت اللہ شعرانی نے دمع السجوم، ص۱۸۷ میں قتلوا القرم ذکر کیا ہے کہ جو سید و عظیم کے معنی میں ہے۔

نُقْبِلِ الآنَ جَمِیعــًا بِالْحُسَیْن

یَا لَقَوْمٍ لاِنَاسٍ رُذَّلٍ

جَمَعُوا الْجَمْعَ لاِهْلِالْحَرَمَیْن

ثُمَّ سَارُوا وَتَوَاصَوْا کُلُّهُمْ

لاِجْتِیَاحِی، لِلرِّضَابِالْمُلْحِدَیْن

لَمْ یَخَافُوا اللَهَ فِی سَفْکِ دَمِی

لِعُبَیْدِ اللَهِ نَسْلِ الْفَاجِرَیْن

وَابْنُ سَعْدٍ قَدْ رَمَانِی عَنْوَه

بِجُنُودٍ کَوُکُوفِ الْهَاطِلَیْن

لَا لِشَیْءٍ کَانَ مِنِّی قَبْلَ ذَا

غَیْرِ فَخْرِی بِضِیَآءِ الْفَرْقَدَیْن

بِعَلِیٍّ خَیْرِ مَنْ بَعْدَ النَّبِیّ

وَالنَّبِیِّ الْقُرَشِیِّ الْوَالِدَیْن

خَیْرَه اللَهِ مِنَ الْخَلْقِ أَبِی

ثُمَّ أُمِّی فَأَنَا ابْنُ الْخَیْرَتَیْن

فِضَّه قَدْ صُفِیَتْ مِنْ ذَهَبٍ

فَأَنَا الْفِضَّه وَابْنُ الذَّهَبَیْن

مَنْ لَهُ جَدٌّ کَجَدِّی فِی الْوَرَی

أَوْ کَشَیْخِی فَأَنَا ابْنُ الْقَمَرَیْن

فَاطِمُ الزَّهْرَآءِ أُمِّی وَأَبِی

قَاصِمُ الْکُفْرِ بِبَدْرٍ وَحُنَیْن

وَ لَهُ فِی یَوْمِ أُحْدٍ وَقْعَه

شَفَتِ الْغِلَّ بِفَضِّ الْعَسْکَرَیْن

ثُمَّ بِالاحْزَابِ وَالْفَتْحِ مَعـًا

کَانَ فِیهَا حَتْفُ أَهْلِ الْقِبْلَتَیْن

فِی سَبِیلِ اللَهِ؛ مَاذَا صَنَعَتْ

أُمَّه السَّوءِ مَعـًا بِالْعِتْرَتَیْن

عِتْرَه الْبَرِّ النَّبِیِّ الْمُصْطَفَی وَ

عَلِیِّ الْوَرْدِ[۴۰] بَیْنَ الْجَحْفَلَیْن[۴۱]

---

[۴۰]۔ ممکن ہے "الورد" واؤپر کسرہ ہو اور اس کے معنی دلیر و شجاع اور جرائت مند مرد کے ہیں۔

ان لوگوں نے خیانت کی اور کافر ہوگئے۔ اور گذشتہ زمانے سے، خداوند عالم کہ جو جن وانس کا پروردگار ہے؛ اس کے ثواب سے منھ پھیر لیااور اعراض کرلیاہے۔

انہیں لوگوں نے علی ابن طالب کو قتل کیا،اور ان کے فرزند حسن کہ جو ماں باپ دونوں کی طرف سے کریم النسب اور شریف الحسب تھے قتل کردیا۔

یہ لوگ جو بغض و حسد دل میں رکھتے تھے، کہنے لگے: سب لوگ جمع ہو جاؤتا کہ سب مل کر ایک ساتھ حسین پر حملہ کریں۔

اے قوم میری فریاد کو سنو! اور پست و رذیل لوگوں کے ہاتھوں سے مجھے انصاف دلاؤ کہ جن لوگوں نے اس قوم کو ان اہل حرمین (مکہ و مدینہ) سے جنگ کے لیے آمادہ کردیا ہے۔

---

[41] - کشف الغمہ، ص۱۸۳۔ احتجاج طبرسی، ج۲، ص۲۵ و ۲۶۔ نفس المہموم، ص۲۱۸۔ اور ملحقات احقاق الحق، ج۱۱، ص۶۴۴۔ میں ان اشعار میں سے نو اشعار مذکور ہیں نمبر ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۳، ۲، ۱ کو حضرت علی اصغر کی شہادت کے وقت سے متعلق ذکر کیے گئے ہیں اور ان کو وسیلۃ المآل، ص۱۷۸ اور اہل البیت، ص۴۴۴ سے نقل کیا گیا ہے اور ۲۵ اشعار کہ جو کچھ ان میں سے ہیں اور کچھ ان کے علاوہ ہیں ینابیع المودہ، ص۳۴۶ و ۳۴۷ سے نقل کیے گئے ہیں اور ۱۵ اشعار عبد الغفار ہاشمی افغانی کی کتاب آئمہ الہدی سے ماخوذ ہیں۔

اور پھر سب ایک ساتھ چل پڑے اور دو ملحد و زندیق (یزید و عبیداللہ بن زیاد) کی خوشنودی کی خاطر مجھ کو شہید کرنے پر اتر گئے اور ایک دوسرے کو میرے قتل کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔

میرے خون بہانے میں، عبیداللہ بن زیاد کی خوشنودی کے لیے کہ جو دوکافروں کا بیٹا ہے، خداوند عالم سے خوف نہیں کھاتے۔

اور ابن سعد، قہر وغلبہ کے ذریعہ، ایک عظیم لشکر کے ساتھ کہ جو بارش کے قطرات کی طرح ہے، مجھ پر حملہ آور ہے اور مجھ پر تیر برسا رہا ہے۔

یہ ان لوگوں کا بغض و حسد اور مقام و منصب کی چاہت، نہ کسی ایسے گناہ و کوتاہی کی وجہ سے ہے کہ مجھ سے سرزد ہوئی ہو؛ بلکہ صرف میرا افتخار یہ ہے کہ میں دو عظیم روشن ستاروں کے نور و ضیاء سے ہوں۔

ان میں سے ایک علی بن طالب ہیں کہ جو پیغمبر اکرم کے بعد روئے زمین پر سب سے بہتر و افضل ہیں۔اور دوسرے رسول خدا کہ جو ماں باپ دونوں کے اعتبار سے قریشی ہیں۔

میرے والد گرامی تمام لوگوں کے درمیان خداوندعالم کی پسند اور انتخاب شدہ ہیں، اور ان کے بعد میری والدہ گرامی، پس میں خداوند عالم کے دو منتخب و پسندیدہ ترین افراد کا بیٹا ہوں!

میں وہ چاندی ہوں کہ جو سونے سے بنائی گئ ہے، لہٰذا میں ایسی چاندی ہوں کہ جو دو سونوں کا بیٹا ہو۔

تمام مخلوقات کے درمیان، کون ہے کہ جس کا نانا میرے نانا کی طرح ہو؟ یا ایسا کون ہے کہ جس کا معلم و مربی میرے باپ علی کی طرح ہو؟ پس میں دو تابناک چاند کا بیٹا ہوں۔

فاطمہ زہرا میری ماں ہیں۔اور میرا باپ جنگ بدر و غزوہ حنین میں کفر کو توڑنے اور شکست دینے والا ہے۔

اور واقعہ احد میں میرے باپ کی داستان ہے جس نے ایک عظیم اشرار و کفار کے لشکر کو پچھاڑا، اور اہل ایمان کے دلوں کو سکون عطا کیا اور ان کے لیے غم و غصہ اور اندوہ سے شفاء کا سبب فراہم کیا۔

اور ان کی دوسری داستانیں جنگ احزاب و خندق اور فتح مکہ کی ہیں کہ جس وقت دو قبلہ والوں اور مسلمانوں پر موت برس رہی تھی؛ ان جنگوں میں ان کے صحیح اقدام نے موت کو شکست دی اور مسلمانوں کے لیے کامیابی کو تحفہ میں دیا۔

میرے والد گرامی نے ان کاموں کو فی سبیل اللہ اور خدا کی راہ میں انجام دیا؛ اور اب دیکھو اس بد کردار و بد سرشت امت کو، کہ انہوں نے ان دو پاک عترت کے ساتھ کیا سلوک کیا!

ایک پیغمبر اکرم نیک کردار حضرت محمد مصطفیٰ کی عترت اور دوسرے علی مرتضی بن ابی طالب کی عترت کہ جن کے چہرے جنگوں میں دو لشکروں کے درمیان زرد چمکتے؛ اور ہمیشہ ان کا چہرہ گل سرخ کی طرح چمکتا تھا۔»

عبداللہ بن عمار بن یغوث کہتے ہیں: میں نے حسین بن علی کی طرح کسی بھی ایسے مغلوب شخص کو نہیں دیکھا کہ جو بہت زیادہ افراد کے ہجوم میں گرفتار ہو اور اس کے تمام اولاد و اہل بیت اور اصحاب قتل ہو چکے ہوں، پھر بھی اس کا دل محکم و مضبوط اور اس کا دل مطمئن اور اس کے قدم ثابت و استوار ہوں۔اس صورت میں کہ دشمن کے لشکر پر حملہ کر رہے تھے اور تمام پہلوان و سپاہی ان کے مقابلے سے بھاگ رہے تھےاور کوئی بھی ان کے مقابل نہیں ٹہر پا رہا تھا۔[۴۲]

عمر سعد اپنے لشکر کے اوپر چیخا: یہ انزع بطین (علی بن ابی طالب) کا بیٹا ہے! یہ عربوں کے قاتل کے کا بیٹا ہے! اس کو گھیر لو، اور ہر طرف سے اس پر حملہ کرو!

---

[۴۲]۔ مقتل مقرم، ص۳۲۰۔ تاریخ طبری، ج۶، ص۲۵۹۔ اور لہوف، ص۱۰۵۔

حضرت کا اپنے آخری وقت میں لشکر سے خطاب

چار ہزار تیر اندازوں نے حضرت کا محاصرہ کیا؛ [43] اور آپ کے اور آپ کے اہل حرم کے درمیان فاصلہ ڈالدیا۔ حضرت سیدالشہداء علیہ السلام نے باآواز بلند ارشاد فرمایا:

يَا شِيعَه ءَالِ أَبِی سُفْيَانَ! إنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِينٌ وَكُنْتُمْ لَاتَخَافُونَ الْمَعَادَ، فَكُونُوا أَحْرَارًا فِی دُنْيَاكُمْ! وَارْجِعُوا إلَی أَحْسَابِكُمْ إنْ كُنْتُمْ عُرْبًا كَمَا تَزْعُمُونَ!

«اے آل ابو سفیان کی پیروی کرنے والو! اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور تمہاری روش یہ ہے کہ تم قیامت سے بھی نہیں ڈرتے تو کم از کم اپنی دنیا میں تو آزاد رہو! اور جیسا کہ تم گمان کر رہے ہو کہ تم عرب ہو تو کم سے کم اپنی عادت وحسب کی طرف پلٹو (اور ان ناجوانمردانہ عمل سے پرہیز کرو).»

شمر نے حضرت کو آواز دی کہ: کیا کہتے ہو اے فاطمہ کے بیٹے!

حضرت نے فرمایا: میں تم سے جنگ کر رہا ہوں! خواتین سے تمہارا کوئی مطلب نہیں ہے؛ اور جب تک میں زندہ ہوں، اپنے اس باغی اور تجاوز

---

[43]۔ مقتل مقرم، ص ۳۲۰۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۲۲۳

کرنے والے لشکر سے کہدے کہ میری ناموس اور اہل حرم کی طرف قدم نہ بڑھائیں!

قالَ اقْصِدونی بِنَفْسی وَاتْرُکوا حَرَمی

قَدْ حانَ حینی وَ قَدْ لاحَتْ لَوائِحُہُ

«آپ نے فرمایا: میرے حرم کو چھوڑدو اور صرف مجھ سے جنگ کرو! اور اب میری شہادت کا وقت قریب آگیا ہے اور اس کے علائم مجھے نظر آرہے ہیں».

شمر نے کہا: ہم اس درخواست کو قبول کرتے ہیں! اور اس لشکر نے ایک ساتھ مل کر حضرت پر حملہ کیا اور جنگ میں تیزی آگئی اور حضرت پر پیاس کا غلبہ اور بھی زیادہ ہوگیا۔[۴۴]

اور دوسری مرتبہ آپ خیمہ میں رخصتی کے لیے تشریف لائے، اور اہل حرم سے خداحافظی کی، میدان جنگ میں واپس تشریف لے گئے۔ اور آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری تھے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّہ إلَّا بِاللَہِ.[۴۵]

«کوئی قدرت وطاقت نہیں ہے سوائے خدوند عالم کے.»

---

[۴۴] ۔ لہوف، ص۱۰۵و۱۰۶۔ مقتل خوارزمی، ج۲، ص۳۳۔ مقتل مقرم، ص۳۲۰و۳۲۱۔

[۴۵] ۔ لہوف، ص۱۰۵۔ مقتل مقرم، ص۳۲۴۔

ابوالحتوف جعفی نے ایک تیر حضرت کی پیشانی مبارک پر مارا، آپ نے اس تیر کو باہر نکالا تو خون آپ کے چہرے پر جاری ہو گیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

اللَهُمَّ إِنَّکَ تَرَی مَا أَنَا فِیهِ مِنْ عِبَادِکَ هَؤُلَآءِ الْعُصَه! اللَهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا! وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا! وَ لَا تَذَرْ عَلَی الارْضِ مِنْهُمْ أَحَدًا! وَلَا تَغْفِرْ لَهُمْ أَبَدًا!

«پروردگارا! میرے حال سے کہ جو تیرے ان نافرمان بندوں کے ذریعہ سے ہوا ہے بخوبی واقف ہے!

پروردگارا! ان سب کو شمار کرلے! اور ان کو الگ الگ کرکے بہت ذلت کی موت عطا کر! ان میں سے کسی ایک کو بھی روئے زمین پر باقی نہ رہنے دے! اور کبھی بھی ان کی بخشش نہ کرنا!»

اور بلند آواز سے فرمایا:

یَا أُمَّه السَّوْءِ! بِئْسَمَا خَلَّفْتُمْ مُحَمَّدًا فِی عِتْرَتِهِ!

أَما إِنَّکُمْ لَا تَقْتُلُونَ رَجُلاً بَعْدِی فَتَهَابُونَ قَتْلَهُ، بَلْ یَهُونُ عَلَیْکُمْ ذَلِکَ عِنْدَ قَتْلِکُمْ إِیَّایَ! وَأَیْمُ اللَهِ لَارْجُو أَنْ یُکرِمَنِیَ اللَهُ بِالشَّهَادَه، ثُمَّ یَنْتَقِمَ لِی مِنْکُمْ مِنْ حَیْثُ لَا تَشْعُرُونَ!

«اے بد کردار و بد سرشت امت ! تم محمد اور اس کی عترت کے ساتھ بد رفتاری سے پیش آئے ہو۔

آگاہ ہو جاؤ! کہ تم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کروگے کہ جس کے قتل پر نگران و پریشان ہو بلکہ تمام قتل تمہارے لیے آسان و سہل ہو جائیں گے !

اور قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے پروردگار سے امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو شہادت کا شرف عطا فرمائے، اور تم سے اس جگہ سے انتقام لے کہ جہاں سے تمہیں خبر بھی نہ ہو !»

حصین نے کہا: اے فاطمہ کے بیٹے ! خداوند عالم ہم سے آپ کا کس چیز کی وجہ سے انتقام لے گا؟

حضرت نے فرمایا: تمہارے درمیان سختی و حرج مرج کو ایجاد کرے گا، تا کہ تم خود ہی اپنا خون بہاؤ؛ اور پھر عذاب کے دریا کی موجیں تم کو گھیر لیں گی۔[۴۶]

---

[۴۶] ۔ مقتل مقرم میں بنقل از مقتل العوالم، نفس المہموم و مقتل خوارزمی۔

حضرت کی اپنے آخری وقت میں خداوند عالم سے مناجات اور آپ کی شہادت کے وقت کے حالات

اس حالت میں کہ آپ کے جسم پر بہت زیادہ زخم آچکے تھے، اور پورا بدن زخمی ہوچکا تھا، اور حضرت پر ضعف و کمزوری اس قدر طاری ہوچکی تھی کہ کھڑے نہیں ہوسکتے تھے؛ ایک مرد نے آپ کی پیشانی پر ایک پتھر مارا اور آپ کے چہرے پر خون جاری ہوگیا، آپ نے چاہا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھیں سے خون صاف کریں کہ دوسرے شخص نے ایک سہ شعبہ تیر سے آپ کے قلب مبارک کو ہدف بنایا۔

اور فرزند رسول خدا نے بارگارہ خداوندی میں عرض کی:

بِسْمِ اللَهِ وَبِاللَهِ وَعَلَى مِلَّه رَسُولِ اللَهِ. وَرَفَعَ رَأْسَهُ إلَى السَّمَآءِ وَقَالَ: إلَهِى! إنَّکَ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقْتُلُونَ رَجُلاً لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الارْضِ ابْنُ نَبِىٍّ غَيْرُهُ!

«خدا کے نام سے، اور خدا کی مدد سے، اور رسول خدا کے دین و ائین پر، (یہ شہادت میرے نصیب میں قرار پائے) اور آپ نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور عرض کی: اے میرے پروردگار! یہ لوگ اس شخص کو قتل کررہے ہیں کہ اس کے علاوہ روئے زمین پر کوئی اور فرزند پیغمبر نہیں ہے!»

آپ نے ہاتھ بڑھایا اور اپنی کمر سے تیر کو نکالا خون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا۔[47]

حضرت نے اس خون کو روکنے کے لیے ہاتھ رکھا لکن ہاتھ خون سے بھر گیا اس کو آسمان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: یہ حادثہ جو میرے ساتھ گزرا ہے یہ خداوند عالم کی آنکھوں کے سامنے بہت زیادہ آسان و ناچیز ہے۔ وہ خون جو آپ نے آسمان کی طرف پھینکا تھا اس کا ایک قطرہ بھی زمین کی طرف واپس نہ آیا۔

پھر آپ نے دوبارہ اپنے ہاتھ کو بہتے ہوئے خون کے نیچے رکھا اور جب ہاتھ خون سے بھر گیا؛ اس سے اپنے سر و صورت اور محاسن مبارک کو خون آلود و رنگین کیا اور فرمایا: اسی صورت میں رہوں گا یہاں تک کہ اپنے جد رسول خدا سے ملاقات کروں۔[48]

اور اس قدر آپ کے بدن مبارک سے خون نکل چکا تھا کہ کوئی طاقت و رمق باقی نہیں رہی تھی۔ آپ زمین پر بیٹھ گئے اور بہت مشکل سے اپنے سر کو اٹھائے ہوئے تھے، کہ اسی حال میں مالک بن بسر آیا اور آپ کو برا بھلا کہا اور تلوار سے حضرت کے سر پر وار کیا۔

---

[47]۔ مقتل مقرم، بنقل از نفس المہموم و مقتل خوارزمی و لہوف، ص۱۰۶ و ۱۰۷۔

[48]۔ مقتل مقرم، بنقل از مقتل خوارزمی و لہوف۔

اور برنس (وہ ٹوپی کہ جو جنگ کے وقت حضرت کے سر مبارک پر تھی) خون سے بھر گئی۔ حضرت نے برنس کو اتار دیا اور قلنسوہ کے اوپر کہ جو ایک معمولی ٹوپی تھی عمامہ کو باندھا۔[۴۹] اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ: ایک رومال باندھا۔ کہ اسی وقت زرعہ بن شریک نے آپ کے بائیں بازو پر ایک ضربت وارد کی۔ اور حصین نے حضرت کے گلوئے مبارک پر تبر مارا۔[۵۰] اور ایک اور ظالم نے حضرت کی گردن مبارک پر ضربت لگائی۔ اور سنان ابن انس نے نیزے سے حضرت کی کمر پر وار کیا اور پھر حضرت کے سینے پر وار کیا اور پھر ایک تیر حصرت کے گلے میں پیوست ہو گیا۔[۵۱] اور صالح بن وہب نے آپ کے پہلو میں تیر مارا۔[۵۲]

ہلال بن نافع کا بیان ہے: میں حضرت امام حسین کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا کہ جب آپ کی جان نکل رہی تھی؛ خدا کی قسم میں نے اپنی پوری عمر میں اس طرح کسی کو قتل ہوتے نہیں دیکھا کہ جس کا سارا بدن خون آلود و زخمی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو اور چون کہ حسین انتہائی خوبصورت اور آپ کا

---

[۴۹]۔ لہوف، ص۱۰۷۔ مقتل مقرم، ص۳۲۶۔ کامل ابن اثیر، ج۴، ص۳۱۔ مقتل خوارزمی، ج۲، ص۳۵۔

[۵۰]۔ مقتل مقرم، بنقل از الاتحاف بحب الاشراف، ص۱۶۔

[۵۱]۔ مقتل مقرم بنقل از لہوف۔

[۵۲]۔ لہوف، ص۱۱۰۔ مقتل مقرم، ص۳۲۹ بنقل از لہوف۔

چہرا نورانی تھا، خدا کی قسم آپ کے چہرہ مبارک کے نور کی شعائیں مجھے آپ کو قتل کرنے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ [۵۳]

اور اسی سخت و شدت کی حالت میں آپ نے اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہوئے عرض کی:

صَبْراً عَلَى قَضَآئِكَ يَا رَبِّ! لَا إِلَهَ سِوَاكَ، يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ. [۵۴]

« پروردگارا! تیری قضاء وتقدیرات پر صابر ہوں اور تیرے فرمان پر راضی۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اے پناہ مانگنے والوں کے پناہ دینے والے! »

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت کا ذوالجناح بہت بلند آواز سے ہنہنا رہا تھا، [۵۵] اور اپنی پیشانی کو حضرت کے خون سے رنگین کرنے کے بعد سونگھتا تھا اور کہتا تھا:

الظَّلِيمَه! الظَّلِيمَه! مِنْ أُمَّه قَتَلَتِ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّهَا. [۵۶]

---

[۵۳] ـ مقتل مقرم، ص۳۲۹ و ۳۳۰ بنقل از ابن نما، ص۳۹۔ والمجالس السنیہ، مجلس ۶۹۔

[۵۴] ـ مقتل مقرم، ص۳۳۱۔ بنقل از اسرار الشہادۃ، ص ۴۲۳۔

[۵۵] ـ مقتل مقرم، ص ۳۳۲۔ بنقل از تظلم الزہرا، ص۱۲۹۔ و بحار الانوار، ج۱۰، ص ۲۰۵۔

[۵۶] ـ مقتل مقرم، ص۳۳۱۔ بنقل از مقتل خوارزمی، ج۲، ص ۳۷۔

«فریاد ہو! فریاد ہو! اس امت سے کہ جس نے اپنے رسول کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر دیا۔» اور پھر خیموں کی طرف دوڑا.

حضرت ام کلثوم نے صدا دی:

وَا مُحَمَّدَاهْ، وَا أَبَتَاهْ، وَا عَلِيَّاهْ، وَا جَعْفَرَاهْ، وَا حَمْزَتَاهْ! [۵۷]

یہ حسین ہے کہ جو کربلا کے خشک بیابان میں زمین پر گر چکا ہے۔

حضرت زینب نے ندا دی:

وَا أَخَاهْ، وَا سَيِّدَاهْ، وَا أَهْلَ بَيْتَاهْ! لَيْتَ السَّمَآءَ أُطْبَقَتْ عَلى الارْضِ، وَلَيْتَ الْجِبَالَ تَدَكْدَكَتْ عَلَى السَّهْلِ. [۵۸]

اے کاش آسمان، زمین پر گر گیا ہوتا، اور اے کاش پہاڑ چکنا چور ہو گئے ہوتے اور تمام بیابانوں کو بھر دیا ہوتا۔

اور اپنے بھائی کے قریب آئیں، اور دیکھا کہ عمر بن سعد اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ حضرت کے قریب آ چکا ہے؛ اور حضرت امام حسین کی روح نکلنے کو تیار ہے۔

فَصَاحَتْ:ای عُمَرُ! أَ يُقْتَلُ أَبُو عَبْدِ اللَهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ؟

---

[۵۷] ۔ مقتل مقرم، ص۳۳۱۔ بنقل از بحار الانوار، ج۱۰، ص۲۰۶۔ و مقتل خوارزمی، ج۲، ص۳۷۔

[۵۸] ۔ لہوف، ص۱۱۰، مقتل مقرم، ص۳۳۲۔ بنقل از لہوف۔

آپ نے بلند آواز سے پکارا: اے عمر بن سعد! ابو عبداللہ کو قتل کیا جارہاہے اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے؟

عمر نے اپنی صورت پھیر لی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔[59]

حضرت زینب فریاد کررہی تھیں: وَيْحَكُمْ! أَمَا فِيكُمْ مُسْلِمٌ؟!

تم لوگوں پر وائے ہو! کیا تم لوگوں کے درمیان کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔؟!

کسی نے بھی آپ کی بات کا جواب نہیں دیا۔[60]

عمر بن سعد نے چیخ کر کہا: گھوڑوں سے اتر جاؤ اور حسین کو آرام کردو!

شمر نے جلدی کی، اور اپنے پیروں سے حضرت کو مارا، اور آپ کے سینے پر بیٹھ گیا، اور تلوار سے بارہ ضربتیں آپ کے گلے پر لگائیں[61]۔ آپ کی ڈارھی کو پکڑا آپ کا سر مبارک تن سے جدا کردیا۔

---

[59]۔ مقتل مقرم، ص ۳۳۳۔ بنقل از کامل ابن اثیر، ج ۴، ص ۳۲۔

[60]۔ مقتل مقرم، ص ۳۳۳۔ بنقل از ارشاد مفید۔

[61]۔ مقتل مقرم، ص ۳۳۱۔ بنقل از مقتل العوالم، ص ۱۰۰۔ و مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۳۷۔

اشعار مرحوم نیّر تبریزی

مرحوم حجۃالاسلام نیر تبریزی نے کیا خوب حضرت کی شہادت کی کیفیت و حالات میں سے ہر ایک کو اپنی استعداد و صلاحیت کی بنیاد پر چن چن کے بیان کیا اور مجسم کرکے پیش کیا ہے:

جان فدای تو که از حالتِ جانبازی تو
در طَفِ ماریه از یاد بشد شور نُشور
قُدسیان سر به گریبان به حجاب مَلکوت
حُوریان دست به گیسوی پریشان ز قُصور
گوش خَضرا همه پر غُلغُله دیو و پَری
سطح غَبْرا همه پُر ولوله وحش و طُیور
غرق دریای تحیّر ز لب خشک تو نوح
دست حسرت به دل از صبر تو أیّوب صبور
مرتضی با دل افروخته لاحَوْل کنان
مصطفی با جگر سوخته حیران وحصور
کوفیان دست به تاراج حرم کرده دراز
آهوانِ حرم از واهمه در شیون و شور
انبیا محو تماشا و ملائک مبهوت

شمر سرشار تمنّا و تو سر گرم حُضور [٦٢]

ترجمہ:

ہماری جانیں قربان ہوں آپ پر کہ آپ نے سرزمین ماریہ میں اس حالت میں جان دی کہ جو بھولے سے بھی نہیں بھلائی جاسکتی۔

فرشتے حجاب ملکوت میں محو گریہ ہیں اور حوریں قصر چھوڑ کر اپنے گیسووں کو پریشان کیے ہوئے ہیں۔

جنگل و بیابان میں دیو اور پریاں آہ و بکا میں مبتلا ہیں تو چمن و صحراء میں پرندے اور حیوانات شور و ولولہ کیے ہوئے ہیں۔

حضرت نوح کا طوفانی دریا تیرے خشک ہونٹوں سے متحیر و متعجب ہے اور صبور ایوب نبی تیرے صبر سے دست حسرت اپنے دل پر رکھے ہوئے ہیں۔ علی مرتضی بادل رنجیدہ لاحول پڑھ رہے ہیں اور رسول خدا دل جلی حالت میں حیران وپریشان ہیں۔

کوفیوں نے اہل حرم کو لوٹنے کے لیے دست دراز کیے ہیں اور اہل حرم ہرنیوں کی طرح آہ وبکا و نالہ و شیون کرہی ہیں۔

انبیاء محو تماشا ہیں اور ملائک مبہوت کھڑے ہیں اور شمر اپنی آروز کی فکر میں ہے اور آپ خدوندعالم کے حضور محو عبادت ہیں۔

---

[٦٢] ۔آتشکدہ، نیر، ص۱۲۱و۱۲۲۔

مرحوم آیت اللہ شعرانی کے اشعار

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی حقیقت کو آیت اللہ شعرانی نے اپنی کتاب "دمع السجوم" میں کس قدر عالی طریقہ پر بیان کیا ہے:

شاهان همه به خاك فكندند تاجها
تا زیب نیزه شد سر شاه جهان عشق
بر پای دوست سر نتوان سود جز کسی
کو را بلند گشت سر اندر سَنان عشق
از لامکان گذشت به یک لحظه بی‌بُراق
این مصطفی که رفت سوی آسمان عشق
شاه جهان عشق که جانانش از ألست
گفت ای جهان حُسن، فدای تو جان‌عشق
تو کشته منیّ و منم خون بَهایِ تو
بادا فدای تو کون و مکان عشق[۶۳]

[۶۳]- دمع السجوم کے حاشیہ پر، ص۱۹۶۔

ترجمہ

دنیاکے تمام بادشاہ، زمین کے اندر دب گئے، لیکن سردار عشق کا سر نیزہ پر بلند رہا۔

کسی دوست کی بنیاد پر کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا سر بلندی عشق کی بنیاد پر ملتی ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ آسمان عشق میں بغیر براق کے ہی لامکان کی حدوں سے آگے بڑھ گئے۔

شاہ جہان عشق کہ جس کی جان ابدی ہے اس نے کہا اے حسن کی دنیا، جان عشق تجھ پر فدا ہو۔

تو میری راہ میں قتل ہوا ہے میں خود ہی تیرا فدیہ و خوں بہا ہوں، تجھ پر یہ کون و مکان عشق قربان و فدا ہوں۔

للہ الحمد و لہ المنہ کہ اس رسالہ کو تالیف کرنے میں ایک ہفتہ کی مدت لگی، اور آنحضرت کی عزاداری کے ایام میں یعنی عشرہ محرم ۱۴۰۲ ہجری قمری میں تحریر ہوا؛ رات کے سوا دو بج رہے ہیں،شب عاشور ختم ہونے والی ہے۔ بمنہ و کرمہ؛ انہ ارحم الراحمین۔

رَبَّنا احْشُرْنا مَعَ الْحُسَیْنِ وَالْمُسْتَشْهَدینَ بَیْنَ یَدَیْهِ؛ رَبَّنا وَ تَقَبَّلِ الدُّعآءَ.

پروردگارا! ہم کو حضرت امام حسین کے ساتھ روز قیامت محشور فرما اور ان کے رکاب میں شہید ہونے کی توفیق عطا فرما؛ پروردگارا! ہماری اس دعا کو قبول فرما۔

محفل انس است دو عالم ولی
شمع دل افروز، حسین است و بس

آنكه سرود این دُرَر پاك را
خاك رهِ كوی حسین است و بس

یہ کائنات انس و محبت کی محفل ہے لیکن اس کی شمع محفل فقط حسین بن علی ہے۔

جس نے ان پاک دروں کو نظم کیا ہے وہ فقط خاک راہ کوچہ حسین ہے۔

كَتَبَهُ بِيُمْناهُ الدّاثِره، الْعاشِقُ الْمِسْكِينُ، وَالْفَانِى الْمُسْتَكِينُ،

سیّد محمّد حسین الحسینیّ الطّهرانیّ؛

در بلده طیّبه مشهد مقدّس رَضَویّ

عَلَى مُقَدِّسِها ءَالافُ التَّحيَّه وَالإكْرامِ

بِجاهِ مُحَمَّدٍ وَ ءَالِهِ الْبَرَرَه الْكِرَام.

السلام علیک یا اباعبدالله وعلی المستشهدین بین یدیک ورحمة الله و برکاته

سوم شعبان المعظم ۱۳۷۸ هجری قمری

عید میلاد با سعادت حضرت سید الشهداء ارواحنا وارواح العالمین له الفداء

نور خدا آئینه حق نما
نور هدی نور حسین است و بس
سر ولا لؤ لؤ لالای حق
مظهر داور حسین است و بس
سر هویت که تجلی نمود
پرتوی پر نور حسین است و بس
روح مشیت که از او شدپدید
کون و مکان جمله حسین است وبس
جلوه ذات احدی بینقاب
نور تجلای حسین است و بس
سجده که بر آدم خاکی نمود

خیل ملک بهر حسین است و بس

سلسله منتظم انبیاء

مقدم الجیش حسین است و بس

میوه خلقت ز ازل تا ابد

مقصد ایجاد حسین است و بس

محفل انس است دو عالم ولی

شمع دل افروز حسین است و بس

نفخه جان بخش نسیم بهشت

شمه ای از بوی حسین است و بس

آتش نمرود بجان خلیل

برد شد از خوی حسین است و بس

سفینه نوح بطوفان یم

زورقی از جوی حسین است و بس

موسی عمران که بمیعاد رفت

از بر میقات حسین است و بس

روشنی وادی ایمن همی

شعشه روی حسین است و بس

آتش افروخته در کوه طور

پرتوی از نور حسین است و بس

آن دم عیسی که بتن جان دمد

از دم و از بوی حسین است و بس

گردش آن گنبد افراشته

بر خم ابروی حسین است و بس

من چه بگویم بجهان هرچه هست

سر بتکاپوی حسین است و بس

آنکه افزون کند امشب چوشمس

رایت توحید حسین است و بس

آنکه ببوسید گلویش ز مهر

رسول بگریست حسین است و بس

محفل بزم حریم لقا

راس پر از نور حسین است وبس

سوخته پروانه جان را بشوق

در حرم عشق حسین است وبس

کشته جان باخته در راه دوست

پیکر صد پاره حسین است وبس

آنکه بزد خرگه خود را برون

از دو جوان جمله حسین است وبس

آنکه بقربا نگه کوی حبیب

گفب رضی رب حسین است وبس

آنچه بخون گلو آغشته شد

طره گیسوی حسین است و بس

باب نجات از غم و بحر بلا

کشی منجی حسین است و بس

دست شفاعت همه را روزحشر

از کرم و جود حسین است و بس

گر توی بخواهی که شوی رستگار

راه تولای حسین است و بس

آنکه سرود این درر پاک را

خاک ره کوی حسین است وبس

ترجمہ

حق نما، نور خدا کا آئینہ، نور ہدایت فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

ولایت کا راز، حق کا لولو و مرجان، مظہر داور فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جو ذات حقیقی کے راز صورت میں متجلی ہو وہ فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

وہ روح مشیت کے جس سے کون و مکان وجود میں آئیں وہ فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

ذات احد کا بے نقاب جلوہ، فقط امام حسین علیہ السلام کا نور متجلی ہے۔

وہ سجدہ کہ جو آدم خاکی کے لیے فرشتوں نے انجام دیا فقط امام حسین علیہ السلام کی خاطر تھا۔

انبیاء علیہم السلام کا منظّم سلسلہ، اس عظیم لشکر کے سپہ سالار فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

ازل سے ابد تک مخلوق کا مقصد، فقط امام حسین علیہ السلام کی خلقت ہے۔

یہ کائنات انس و محبت کی محفل ہے لیکن اس کی شمع محفل فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جنت کی ہوؤں کا جان ڈالنے والی ہوا، فقط امام حسین علیہ السلام کی خوشبو سے معطر ہے۔

نمرود کی آگ ابراہیم خلیل کی جان پر، فقط امام حسین علیہ السلام کی خوش خلقی سے سرد ہو گئی۔

اس عظیم طوفان میں سفینہ نوحؑ، فقط امام حسین علیہ السلام کی نہر میں ٹھہرا۔

موسی بن عمران اپنی میعاد گاہ پہنچے، وہی فقط امام حسین علیہ السلام کی میقات تھی۔

وادی ایمن کی روشنی، فقط امام حسین علیہ السلام کے چہرے کا نور ہے۔

کوہ طور پر بجلی کی چمک، فقط امام حسین علیہ السلام کے نور کی ضیاء ہے۔

جناب عیسی کا بے جان بدن میں روح پھونکنا، فقط امام حسین علیہ السلام کے دم خوشبو سے تھا۔

آسمان کی گردش و گولائی، فقط امام حسین علیہ السلام کی بھووں کی ڈھال ہے۔

میں کیا کہوں جو کچھ بھی کائنات میں ہے، فقط امام حسین علیہ السلام کی بدولت ہے۔

جو آج رات کو سورج کی طرح چمکا سکتا ہے، فقط امام حسین علیہ السلام کی توحید کا پرچم ہے۔

رسول خدا نے جس گلے کا بوسہ لے کر گریہ کیا فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

حریم لقاء الہی کی محفل بزم، فقط امام حسین علیہ السلام کے نور سے منور ہے۔

پروانہ نے اشتیاق میں اپنی جان دیدی، فقط امام حسین علیہ السلام کے عشق میں۔

راہ خدامیں قتل ہونے والے اور جان دینے والے فقط امام حسین علیہ السلام ہیں کہ جن کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

جس کی آواز دونوں عالم میں گونجی، فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جو راہ خدامیں قربان گاہ میں کہہ رہے تھے میں رب کے مرضی پر راضی ہوں فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جس کا گلا خون میں آغشتہ ہو گیا اور گیسو خون میں تر فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جو ہر بلاء و مصیبت سے نجات کا دروازہ اور نجات کی کشتی، فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

روز قیامت سب کی لیے شفاعت کا ہاتھ کرم و بخشش کے ساتھ پھیلے گا فقط امام حسین علیہ السلام ہیں۔

اگر تم بھی کامیاب ہونا چاہتے ہو، تو فقط امام حسین علیہ السلام ہیں سے تولی کی راہ ہے۔

جس نے ان پاک گوہروں کو نظم کیا ہے وہ فقط خاک کوچہ راہ امام حسین علیہ السلام ہے۔

رَبَّنَا حشرُنَا مَعَ الحُسَینِ عَلَیهِ السَّلاَمِ وَ اَدخِلنَا فِی زُمرَتِهِ رَبنَّاَ وَ تَقَبَّلِ الدُّعَا

سید محمد حسین الحسینی الطہرانی

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی



بیادِ سیّد وصی حیدر رضا زیدی



کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجتہ الاسلام سید نو بہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی ۔ سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی ● التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)